مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ
فقیہ
سرگودھا

جلد نمبر 4
اپریل 2015
شمارہ نمبر 4

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عشر کے مسائل

نرم گفتار

فکری گمراہی کے اسباب

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

اقلیتوں کی ستم خوردہ اکثریت کی حالت زار

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

طلباء، ائمہ مساجد، خطباء، علماء کرام و دعوتی، تحقیقی
اور مسلکی ذوق رکھنے والے افراد کے لیے

پانچواں سالانہ

12 روزہ

دورہ تحقیق المسائل

23 مئی تا 4 جون 2015

آغاز سبق صبح 7:30 بجے

اختتام سبق: 11:00 بجے

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد

موسم کے مطابق بستر ضرور ہمراہ لائیں

خصوصی اسباق

متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اہل السنت والجماعت

بانی و امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بمقام: مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

03326311808/03467357394/0483881487

ahnafmedia.com / markazahnfi@gmail.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ (رجسٹرڈ) سرگودھا

کے تعلیمی، تبلیغی، اشاعتی اور رفاہی شعبہ جات میں

عشر کی ادائیگی

کل سالانہ گندم	کل سالانہ خرچ گندم
1100 من تقریباً	14 لاکھ 85 ہزار روپے

- شعبہ کتب (درس نظامی)
- تخصص فی التحقیق والدعوۃ
- شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن
- دراسات دینیہ کورس
- مرکز اصلاح النساء (برائے خواتین)
- شعبہ تصنیف و تالیف
- احناف ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
- 3 روزہ تحقیق المسائل کورس
- 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل

زیر نگرانی

متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

برائے رابطہ

0315 6311808
0321 4301173
0306 2251253
0483 881487

بینک اکاؤنٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 14010100725862

markazhanfi@gmail.com www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنّت والجماعت سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ فقیہ سرگودھا

جلد نمبر 4 | اپریل 2015 | شمارہ نمبر 4

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر .... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر .... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر .... سالانہ

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرتعاون **300** روپے

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

اقلیتوں کی ستم خوردہ اکثریت کی حالت زار---------- 3

✍......اداریہ

عُشر کے مسائل ---------------------- 6

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

نرم گفتار ------------------------ 13

مفتی محمد طیب فیصل آباد

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟؟ --------------- 20

مولانا عبدالغفار حسین

نبّاضِ ملّت حکیم العصر رحمۃ اللہ علیہ----------------- 33

سید محمد معاویہ امجد شاہ

امام سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ ----------- 38

مفتی شبیر احمد حنفی

فکری گمراہی کا ساتواں سبب---------------- 51

مولانا محب اللہ جان

تبصرۂ کتب 📖 (نماز جنازہ کے بعد مسنون دعا)--------- 57

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

دیوبند کا نعرہ ہے شام و سحر ---------------- 59

مفتی ریاض احمد قاسمی

اقلیتوں کی ستم خوردہ اکثریت کی حالت زار

......اداریہ

امن کے گہوارے میں ظلم پل رہا ہے، استحکام کی چھتری تلے بدامنی نے پناہ لے رکھی ہے، سالمیت کے لبادے میں فساد کو تحفظ مل رہا ہے، تعمیر کے سائبان میں شکست وریخت پروان پا رہے ہیں، ترقی کے لیبل میں تنزلی کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں، بین الاقوامی تعلقات عامہ کی آڑ میں قوم کو دولخت اور تقسیم در تقسیم کرنے کا کھیل چل رہا ہے، اتحاد کی کھیتی سے انتشار کی کاشت کی جا رہی ہے۔ وطن عزیز میں بدامنی اور بے سکونی کی بے رحم موجیں امن اور سکون کو بہائے لے جا رہی ہیں۔

سیاسی، قومی، علاقائی، لسانی، صوبائی اور مذہبی فسادات کی کوکھ سے جنم لینے والی زہر ہلاہل نے باسیان وطن میں خوف وہراس پھیلا رکھا ہے، دہشت گردی، فرقہ واریت، کرپشن، کمر توڑ مہنگائی کے پنجوں نے پاکستانی قوم کی گردن دبوچ رکھی ہے، بے روزگاری؛ معاشرتی بے راہ روی کی بنیادی وجہ ہے۔

اے چشم فلک! سچ بتلا۔۔ کیا تو نے ہمارے آباء واجداد کو الگ مسلم ریاست کے حصول اور جدوجہد آزادی کی پاداش میں موت کے گھاٹ اترتے نہیں دیکھا؟

کیا تجھے ہماری ماؤں کی اجڑتی گودیں یاد نہیں؟ تو بھول تو نہیں گیا ہماری بہنوں کے سہاگ۔۔ جو لٹتے رہے۔ تو فراموش تو نہیں کردے گا ہمارے بوڑھوں کے وہ جوان عزائم۔ تو نظر انداز تو نہیں کر دے گا ہمارے بچوں کے تڑپتے لاشے۔ ہم نے تو اس گلشن کو اپنے لہو سے سینچ کر ”دیدہ ور“ بنایا ہے، ہم خود کٹتے رہے لیکن سبز ہلالی پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ بلکہ اس کی سربلندی کے لیے کڑے سے کڑے

حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے لیکن اس پر ہلکی آنچ بھی نہیں آنے دی۔ آج اسی پرچم کو ہماری آنکھوں کے سامنے جلایا جارہا ہے۔

جن کے آباء واجداد نے اپنی جانیں نچھاور کر کے یہ خطہ حاصل کیا آج ان کی نسل کو اس میں زندہ جلایا جارہا ہے۔ جس گلشن کی تزئین کے ہم نے اپنے خون سے آبیاری کی اس گلشن کے خاروں نے ہماری کونپلوں اور پھولوں کو زخمی کر دیا۔ جن اقلیتوں کو ہم نے وسعت ظرفی سے رہنے کی اجازت دی تھی آج وہ اقلیتیں ہمارے لیے آتش نمرودی کے پچھے جلارہے ہیں۔

جن پتھروں کو عطا کی تھی ہم نے دھڑکنیں
ان کو زباں ملی تو ہم پہ برس پڑے

عالمی قوتیں، مغربی استعمار، بین الاقوامی امن کے علمبردار ادارے، امن عامہ کے ٹھیکہ دار، اقلیتوں کے حقوق کے لیے چیخنے چنگھاڑنے والے لبرل، سیکولر اور ہماری نسلوں سے ایمان کی رمق تک کو ختم کرنے والی این جی اووز کہاں ہیں؟

مانا کہ چرچ کو عیسائیت میں عبادت گاہ کی حیثیت حاصل ہے ان کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ حملے کی مذمت اور احتجاج کی آڑ میں ظلم وستم، وحشت وسربریت کی تمام حدود کو پھلانگا جائے، بے گناہ مسلمانوں کو سرعام تشدد کا نشانہ بنا کر زندہ جلایا جائے، سرکاری اور غیر سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ کی جائے اور راہگیروں کو لوٹا جائے۔ ریاست کی رٹ کو چیلنج کیا جائے اور قانون ہاتھ میں لے کر قانون نافذ کرنے والوں کو یرغمال بنایا جائے۔

ہم حافظ نعیم اور بابر نعمان کے اس بہیمانہ قتل کی پرزور مذمت بھی کرتے ہیں ان کے اہل خانہ سے اظہار افسوس اور تعزیت بھی کرتے ہیں اور ان کے لیے صبر

جمیل کی دعا بھی اور ارباب اقتدار سے گزارش کرتے ہیں کہ ملک میں امن کی بحالی کے لیے اپنے تمام تر اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ملک دشمن اور مسلم کش عناصر کو قانون کے کٹہرے میں لاکر قرار واقعی سزا دی جائے۔ تاکہ ظلم کی مسموم فضا ختم ہو اور امن کی بہاریں چل پڑیں۔ اس کے ساتھ ہی کراچی میں دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے حکومتی اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ جلد ہی ملک کے دیگر حصوں میں بھی امن قائم کرنے کے لیے حکومت مضبوط لائحہ عمل تیار کرکے اس پر عمل درآمد شروع کرے گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

ڈپٹی چیئرمین سینیٹ مولانا عبدالغفور حیدری

اہل اسلام کی طرف سے مولانا عبدالغفور حیدری جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام کو ڈپٹی چیئرمین سینیٹ منتخب ہونے پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس عالی منصب کی لاج رکھتے ہوئے وطن عزیز کی تعمیر وترقی میں اپنا مثبت کردار ادا کریں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم جمعیت علماء اسلام کے اراکین بالخصوص قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان کی سیاسی بصیرت اور فراست ایمانی کو بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ جن کی دور اندیشی اور حکمت عملی سے یہ سب کچھ ممکن ہوا۔

اللہ تعالی وطن عزیز پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور تمام اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے۔ اسلام اور امن کا بول بالا فرمائے اور دشمنوں کے عزائم خاک میں ملائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔

دعاگو

محمد الیاس گھمن

عشر کے مسائل

✍...... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مسلمان پر جو عبادات مقرر کی گئی ہیں ان میں سے بعض بدنی عبادات کہلاتی ہیں جیسے نماز، روزہ، بعض مالی عبادات کہلاتی ہیں جیسے زکوٰۃ، عشر وغیرہ اور بعض دونوں کا مجموعہ ہیں جسے حج، جہاد وغیرہ۔

مالی عبادات میں زکوٰۃ کو ایک اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح سونا، چاندی، مال تجارت اور مویشی وغیرہ پر زکوٰۃ ہوتی ہے کہ ان کا چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہے، اسی طرح زمین کی بھی زکوٰۃ ہے جسے ”عشر“ کہا جاتا ہے۔ عشر کے مستقل احکام شریعت میں بیان کیے گئے ہیں۔ بعض صورتوں میں پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور بعض میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ۔ لیکن فقہاء کے عرف میں دونوں کو ”عشر“ ہی کہتے ہیں۔

عشر کا وجوب:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ. (البقرة:267)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور اس (پیداوار) میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے۔

اس کے تحت علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَعْنِيْ مِنَ الْحَبِّ وَالتَّمْرِ وَكُلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ زَكٰوةٌ

(روح المعانی: ج2 ص:39)

ترجمہ: اللہ کے فرمان ﴿وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اناج، کھجور اور ہر وہ چیز ہے جس میں زمینی زکوٰۃ (یعنی عشر) واجب ہے (خدا کی راہ میں دو)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

(صحیح البخاری: باب العشر فیما یسقی من ماء السمآء، ج1 ص:201)

ترجمہ: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خود بخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو) تو اس میں سے عشر لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر لیا جائے۔

وجوب عشر کی شرائط:

1 مسلمان ہونا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشر ایک عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔

2: زمین کا عشری ہونا۔ خراجی زمین پر عشر نہیں۔

3: زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں ہوئی، مثلاً مالک نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو بہر صورت عشر ساقط ہو جائے گا۔

4: پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگ عادۃً اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہذا خودرو گھاس یا بے کار قسم کے خودرو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ

آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

(بدائع الصنائع: ج2، کتاب الزکوۃ)

فائدہ:

عشر اور عام احکام شریعت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ دیگر احکام شریعت میں عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہوتا ہے لیکن زمین پر عشر کے وجوب میں یہ دونوں چیزیں شرط نہیں، لہذا زمین کا مالک اگر بچہ یا مجنون ہو تو بھی اس زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہو گا اور ان دونوں کے اولیاء پر اس کا ادا کرنا فرض ہو گا۔ بخلاف زکوۃ کے کہ زکوۃ بچہ اور مجنون کے مال میں واجب نہیں ہوتی۔

عمومی مسائل:

1: عشر کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جتنی پیداوار حاصل ہو چاہے کم ہو یا زیادہ، اس کا عشر ادا کیا جائے۔

(بدائع الصنائع: ج2، کتاب الزکوۃ)

2: عشر جس طرح کھیتی میں واجب ہوتا ہے اسی طرح پھل اور ترکاریوں میں بھی واجب ہے۔

3: اگر کسی درخت سے سال میں ایک مرتبہ سے زائد مرتبہ پھل حاصل ہوتا ہو تو جتنی مرتبہ پھل حاصل ہو گا تو ہر مرتبہ اس پر عشر واجب ہو گا۔

4: اگر کوئی سبزی ایسی ہو جو ایک مرتبہ کاٹنے کے بعد دوبارہ اگ آتی ہو تو جتنی مرتبہ اسے کاٹیں گے ہر مرتبہ اس کا عشر واجب ہو گا۔

5: اگر فصل، پھل یا سبزی تھوڑی تھوڑی کر کے کاٹی جائے یا توڑی جائے تو اس

صورت میں جتنی مقدار کاٹتے یا توڑتے جائیں اسی کا عشر ادا کرتے جائیں۔

6: جن چیزوں کی پیداوار مقصود ہو تو ان میں عشر واجب ہوتا ہے جیسے کپاس، گندم، چاول، چنا، مکئی، سبزی ترکاری، پھل وغیرہ اور جن چیزوں کی پیداوار مقصود نہ ہو بلکہ پیداوار کے ساتھ ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہوں جیسے گندم کا بھوسہ، مکئی کا بھوسہ، چاول کا بھوسہ یا خود بخود اگ آتی ہوں جیسے گھاس وغیرہ تو اصولاً ان میں عشر واجب نہیں لیکن اگر اس قسم کی چیزوں کی پیداوار مقصود ہو خواہ بیچنے کے لیے یا ذاتی استعمال یا جانوروں کے چارہ وغیرہ کے لیے تو ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

7: اگر کھیتی مثلاً گندم، مکئی، جو وغیرہ کو جانوروں کے چارے کے حصول کے لیے بویا جائے اور پختہ ہونے سے پہلے ہی کاٹ لی جائیں تو چونکہ ان چیزوں سے بھی پیداوار مقصود ہوتی ہے اس لیے ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

8: کسی بڑی فصل مثلاً گندم، گنا وغیرہ کے ساتھ کوئی دوسری فصل بھی ضمناً شامل کر دی جیسے لوبیا، چنے وغیرہ تو اس پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ یہاں ان چیزوں کی پیداوار مقصود ہوتی ہے۔

9: زمین میں خودرو درخت پیدا ہو جائیں تو ان میں اور حاصل شدہ لکڑی میں عشر واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر ان کو لکڑی کے حصول کی غرض سے لگایا جائے تو ان پر بھی عشر واجب ہو گا۔

10: درخت سے نکلنے والی چیزوں مثلاً گوند وغیرہ پر عشر واجب نہیں۔ اسی طرح مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج جو صرف کھیتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا دوائی کے کام آتے ہیں (غذائی اجناس کے طور پر نہیں ہوتے) جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ کے بیج تو ان پر بھی عشر واجب ہے۔

11: عشری زمین سے اگر شہد نکالا جائے تو اس پر بھی عشر واجب ہے، شہد کے عشر میں ہر حال میں دسواں حصہ واجب ہے خواہ اس پر کتنے ہی اخراجات آئیں، یہ اخراجات اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

12: گھر کے صحن وغیرہ میں ترکاری یا درخت لگائے جائیں تو ان سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مکان کے تابع ہیں اور مکان پر عشر نہیں لہذا ان چیزوں پر بھی عشر نہیں۔

13: کسی نے اپنے رہائشی مکان کو مسمار کر کے اسے مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو چونکہ اب اس کی حیثیت باغ کی ہے اس لیے اس باغ میں آنے والے پھلوں پر عشر واجب ہو گا۔

14: عشری زمین اگر مزارعت پر دی جائے (عموماً زمین زمیندار کی اور محنت، بیج، ہل وغیرہ کاشتکار کے ذمے ہوتا ہے اور پیداوار میں دونوں کا حصہ ہوتا ہے) اس صورت میں زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصے کی پیداوار کا عشر واجب ہے۔

(بدائع الصنائع: ج2، کتاب الزکوۃ)

15: عشری زمین ٹھیکے پر دی جائے تو اس صورت میں بہت سارے اہل علم حضرات کا فتوٰی یہ ہے کہ پیداوار کا عشر کرائے دار پر ہے، زمین کے مالک پر نہیں۔

(امداد الفتاوٰی: ج2، فصل فی العشر والخراج وغیرہ)

16: ریشم پر عشر واجب نہیں۔

مقدارِ واجب:

1: جس زمین میں سیراب کرنے والے پانی پر کچھ محنت یا خرچ نہیں کرنا پڑتا، مثلاً بارش کا پانی، قدرتی چشمہ یا نہری پانی جو مفت ملتا ہے، سے زمین سیراب ہوتی ہے تو

اس میں بطور عشر پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہے، اور اگر پانی پر محنت یا خرچ کرنا پڑتا ہے جیسے کنویں یا ٹیوب ویل کا پانی یا نہری پانی جس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے تو اس صورت میں پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔

2: اگر کوئی زمین دونوں قسم کے پانی سے سیر اب ہو مثلاً کچھ بارش کے پانی سے اور کچھ ٹیوب ویل یا کنویں سے پانی سے تو اس میں اکثر کا اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر زیادہ سیر ابی بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو دسواں حصہ اور اگر زیادہ سیر ابی ٹیوب ویل یا کنویں کے پانی سے ہوئی ہے تو بیسواں حصہ واجب ہو گا۔

3: اگر کسی زمین کی آب پاشی دونوں طریقوں مثلاً بارش کے پانی اور کنویں کے پانی سے برابر برابر ہو تو پیداوار کے نصف حصہ میں دسواں حصہ اور دوسرے نصف میں بیسواں حصہ واجب ہو گا۔

4: زمین کو کاشت کے قابل بنانے سے لے کر فصل پکنے تک جتنے اخراجات ہوتے ہیں، مثلاً: ہل چلانا، زمین کو جڑی بوٹیوں سے خالی کرنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا۔ ان اخراجات کو عشر کی ادائیگی سے نہیں نکالا کیا جائے گا۔ بلکہ اخرجات نکالے بغیر زمین کی کل پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔

(بدائع الصنائع، ج2 کتاب الزکوۃ)

5: فصل پکنے کے بعد ہونے والے اخراجات کو بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اس لیے کٹائی کی اجرت، تھریشر وغیرہ کا خرچہ بھی نکالے بغیر عشر ادا کیا جائے گا۔

6: اگر پیداوار کا مالک مقروض ہے تو بھی اس پر عشر واجب ہو گا، قرض کو پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا۔

(بدائع الصنائع، کتاب الزکوۃ)

عشر کے مصارف:

عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، یعنی ایسا مسلمان جس پر نہ زکوٰۃ واجب ہو اور نہ ہی ضروریاتِ خوردونوش، لباس و رہائش سے زائد اتنی نقد رقم، ضرورت سے زائد کپڑے، فرنیچر وغیرہ ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو جائے تو ایسا شخص زکوٰۃ و عشر کا مستحق ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرح عشر کی ادائیگی کیلئے بھی غریب کو مالک بنانا شرط ہے۔

(بدائع الصنائع، ج 2 فصل، واما بیان رکن ھذا النوع)

عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

(ردالمحتار)

قرآن وسنت کی اشاعت اور تحفظ کا عالمی ادارہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

شعبہ جات:

شعبہ حفظ وناظرہ قرآن	ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ
شعبہ کتب (درس نظامی)	بارہ روزہ دورہ تحقیق المسائل
شعبہ نشرواشاعت	مرکز اصلاح النساء
شعبہ تصنیف وتالیف	مکتبہ اہل السنت والجماعت
شعبہ رسائل وجرائد	تین روزہ تحقیق المسائل کورس

مندرجہ بالا شعبہ جات میں زکوٰۃ، صدقات اور عشر کی مد میں تعاون فرمائیں۔

رابطہ **03326311808,0483881487**

نرم گفتار

8 مارچ بروز اتوار مرکز اہل السنت والجماعت میں ششماہی امتحانات کے نتائج اور تقسیم انعامات کی پروقار تقریب منعقد ہوئی، متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم مفتی محمد طیب دام اللہ ظلہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث بروقت تشریف لائے اور مرکز اہل السنت کے پوزیشن ہولڈرز طلباء میں انعامات تقسیم کیے بعد ازاں طلباء، اساتذہ، عملہ اور اراکین ادارہ کو مختصر نصائح ارشاد فرمائیں۔ افادۂ عام کی غرض سے پیش خدمت ہیں۔ ادارہ

الحمد للہ! الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا. صدق اللہ العظیم

اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم
اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم
اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم

حضرات علماء کرام اور عزیز طلباء! آپ کے ادارے میں آنے کی تمنا تھی اور جہاں آدمی کو جانے کی تمنا ہو اور وہاں کی دعوت دی جائے تو آدمی اس کو بغیر سوچے سمجھے قبول کرلیتا ہے اور میں بھی اسی شوق و جذبے کے ساتھ یہاں پر حاضر ہوا ہوں اور مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی دعوت کو میں نے قبول کیا۔ یہ انعامات کے تقسیم کرنے کا موقع ہے اور امتحانات کے بعد انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں تاکہ ان طلباء کی حوصلہ افزائی ہو جنہوں نے محنت کی ہے اور اعلیٰ نمبرز حاصل کیے ہیں اور ان طلباء کو

شوق پیدا ہو جنہوں نے اعلیٰ نمبر حاصل نہیں کیے لیکن محنت کرتے تو اعلیٰ نمبر ضرور حاصل کرتے تو یہ انعام کی تقریب اور یہ مجلس انعام لینے والوں کے لیے بھی ہوتی ہے اور جو باقی طلباء ہیں ان کے لیے بھی۔

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا یہ مطلوب ہے اور قرآن کریم میں اس کا حکم ہے: فاستبقوا الخیرات نیکی اور اچھائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔

عزیز طلباء! آپ کا ایک امتحان تو وہ ہے جو اساتذہ لیتے ہیں یا جن کو وہ ممتحن منتخب کرتے ہیں اور ایک امتحان آپ کا وہ ہے جب آپ مدرسے سے تعلیم حاصل کر کے گھر جاتے ہیں

- اپنی برادری میں جاتے ہیں
- اپنے والدین سے معاملات کرتے ہیں
- اپنے بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ
- یا نکاح کے بعد اپنی بیوی سے معاملات کرتے ہیں
- اپنے بچوں سے معاملات کرتے ہیں
- ملنے جلنے والوں کے ساتھ معاملات کرتے ہیں۔

یہاں اساتذہ کرام آپ کا امتحان لیتے ہیں تو امتحان میں آپ کی علمی استعداد کو دیکھتے ہیں کہ آپ کی علمی استعداد کیا ہے؟ اور جو آپ کو پڑھایا گیا ہے آپ نے اس کو کس حد تک سمجھا ہے؟ اور کس حد تک یاد کیا ہے۔

لیکن جب آپ معاشرے میں جاتے ہیں تو کوئی آپ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ "قضیہ شرطیہ" کیا ہوتا ہے؟ اور "متصلہ و منفصلہ" کیا ہوتا ہے؟ اور مناطقہ کے ہاں

اشیاء کی تعریف کیا ہے؟ جنس کیا ہے؟ نوع کیا ہے؟ اور فصل کیا ہے؟ یہ چیزیں نہیں پوچھی جاتیں وہاں علم نہیں دیکھا جاتا وہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ مدرسے میں رہ کر آیا ہے اور دن رات اساتذہ کی نگرانی میں گزار کر آیا ہے اور یہ ہمارے ماحول سے نکل کر گیا تھا اور یہ اس ماحول سے ڈھل کر دوبارہ ہمارے ماحول میں لوٹ آیا ہے اس کی زندگی میں کیا اثرات پڑے ہیں؟

اس لیے جیسے جیسے آپ اپنے علم میں بہتری لانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح عمل میں اور لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں خوب آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: انا اعلمکم باللہ واتقاکم باللہ.

دونوں باتیں ایک جگہ ارشاد فرمائی ہیں، میں تم میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ تقوی رکھنے والا بھی ہوں۔ تو جہاں انسان کے اندر علم ہونا چاہیے تو وہاں تقوی بھی ہونا چاہیے تو عالم ہونا علمی کمال اور اتقٰی ہونا عملی کمال ہے۔ ہمارے معاشرے میں جن چیزوں سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے ان میں سے ایک اہم چیز زبان ہے زبان کے بارے میں قرآن میں بھی تاکید ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی میں بھی تاکیدات ہیں کہ انسان کو زبان احتیاط اور سوچ سمجھ کر استعمال کرنی چاہیے اور زبان میں نرمی اور مٹھاس ہونی چاہیے۔ انسان کی گفتگو کا انداز اچھا ہونا چاہیے اس وقت جو میں نے آپ کے سامنے آیت مبارکہ تلاوت کی ہے اس آیت میں بھی حق تعالیٰ شانہ نے یہ حکم اور اس کا زبردست فائدہ ارشاد فرمایا ہے یقولوا اللتی ھی احسن جب زبان سے کوئی بات نکالنی ہو تو اچھی بات نکالنی چاہیے اور حسن نہیں کیا بلکہ باتوں میں سوچ کر جو سب سے اچھی بات ہو وہ بات نکالنی چاہیے۔

ہمارے دیہاتی ماحول میں گالیاں بھی ہوتی ہیں اور پہلے جو لوگ ہوتے تھے

ان میں گالم گلوچ لڑائی کے وقت ہوتی تھی اور آج جو ہمارا ماحول ہے اس میں فحش گفتگو ہوتی ہے، بری باتیں ہوتی ہیں اور عالم و دین دار آدمی کی زبان پر گالی تو نہیں ہوتی مگر زبان میں سختی آجاتی ہے اور نامناسب جملے آجاتے ہیں ایسے جملے کہ سننے والے کا دل پھٹ جائے، کڑوی کسیلی باتیں، لڑنے کی باتیں اور طعنے کی باتیں اور یہ ہمارے ماحول میں عام طور پر رائج ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دوسرے کے ساتھ استہزاء کا برتاؤ اور تمسخر کا برتاؤ اور یہ ساری چیزیں جو ہماری زبان سے نکلتی ہیں جو کہ اللہ رب العزت کو سخت ناپسند ہیں تو ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ زبان سے بات نکالو تو اچھی؛ بری بات کبھی زبان سے نہ نکالو اور یہ بات حق تعالیٰ شانہ نے اتنے اہتمام سے کی ہے کہ درمیان میں واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لائے کہ یہ بات آپ ان سے کہہ دیجیے! حق تعالیٰ شانہ کا حکم ہمارے لیے بہت بڑا حکم ہے اور پھر نبی سے کہلوائے کہ آپ ان سے کہہ دیجیے پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات کے فرمانے میں ایک بہت ہی اچھا انداز اختیار فرمایا ہے ایک نبی سے کہلوایا اور پھر پیار والا انداز اختیار فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ لوگوں سے کہو، نہ یہ فرمایا کہ ایمان والوں سے کہو۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ مسلمانوں سے کہو بلکہ فرمایا کہ میرے بندوں سے کہو کہ زبان سے اچھی بات نکالو! زبان سے غلط بات کبھی بھی نہ نکالو اور پھر فرمایا۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا اور انسان پر شیطان دونوں طرف سے حملہ آور ہوتا ہے ایک یہ کہ انسان کو اللہ کی اطاعت سے ہٹانا اللہ کے فرائض سے ہٹانا اور معاصی کو مزین کر کے انسان سامنے پیش کرنا جن کاموں سے اللہ نے منع فرمایا ہے ان کاموں کو مزین کر کے پیش کرے۔

آج کی دنیا اللہ کی نافرمانی میں لگی ہوئی ہے اس لیے کہ شیطان نے ان کے

لیے مزین کر دی ہے۔ گانا سننا اس کے لیے مزین کر دیا ہے حالانکہ ان کو پتہ نہیں ہے کہ جن لذتوں میں وہ پڑے ہوئے ہیں آنکھ کی لذت، کان کی لذت، اللہ تعالی نے لذت گانوں میں نہیں بلکہ اپنے دین کے کاموں میں رکھی ہے آج لوگ لذت حاصل کرتے ہیں گانا سن کے، موسیقی سن کے، اگر تلاوت سنیں، نعتیں سنیں تو اس سے لذت حاصل ہو گی۔

گانے میں کیا رکھا ہے؟ موسیقی میں کیا رکھا ہے؟ کچھ نہیں رکھا ہوا۔ آپ دیکھ لیجیے کہ یہ گانا گانے والے اپنے گانے کے ساتھ ساتھ موسیقی کو شامل کرتے ہیں اور بات پھر بھی بنتی نہیں اور گانا صحیح سجتا نہیں اس لیے ان کا گانا زیادہ سے زیادہ 5 منٹ کا 7 منٹ کا یا 10 منٹ کا۔ بس اس سے زیادہ نہیں ورنہ سننے والے اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گانے میں آواز اور موسیقی دونوں چیزیں جب ملتی ہیں تو گانے میں جان آتی ہے ہمارے نعت خوان جب نعت پڑھتے ہیں تو کیا حال ہوتا ہے گھنٹہ گھنٹہ پڑھتا ہے رہتا ہے اور مجمع داد دے رہا ہوتا ہے کوئی موسیقی نہیں ہو گی کوئی سرنگی نہیں ہوتی کوئی طبلہ نہیں بج رہا ہوتا اور گانے والے بغیر موسیقی کے گھنٹہ لوگوں کو بٹھا کر دکھائیں! نہیں بٹھا سکتے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے جو لذت رکھی ہوئی ہے وہ دینی کاموں میں رکھی ہوئی ہے۔

کان کی لذت دینی کاموں میں رکھی ہے مگر شیطان بھڑکاتا ہے ایک شیطان کی محنت ہوتی ہے کہ مخلوق کو اللہ سے دور کرے اور دوسری محنت ہوتی ہے کہ بندوں کو آپس میں لڑائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان نے اپنا تخت سمندر پر لگایا ہوا ہوتا ہے اور وہاں سے وہ اپنے کارندوں کو بھیجتا ہے، وہ واپس آکر ساری روداد سناتے ہیں شیطان ان کی باتیں سن کر کہتا ہے آپ نے کچھ نہیں کیا۔ حتی کہ جب کوئی یہ کہتا ہے میں نے دو

میاں بیوی میں جھگڑا ڈلوایا ہے اور جھگڑا اتنی حد تک پہنچا ہے کہ میاں نے بیوی کو طلاق دے دی۔ تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان بہت خوش ہو جاتا ہے اور شاباش دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے بہت اچھا کام کیا ہے پھر کھڑا ہو کر اس کو اپنے سینے سے چپکا دیتا ہے اور داد دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ انسان کی آپس میں لڑائی کراتا ہے اور اس لڑائی کا اور شیطان کی محنت کا سب سے اہم ترین ذریعہ وہ زبان کا استعمال ہے۔ اس لیے جب ہم مدرسے میں پڑھتے ہیں تو ہمیں اپنا عمل کا جائزہ لینا ہے کہ ہم مدرسے سے پڑھ کر چلتے جائیں اور ہم ویسے کے ویسے رہ جائیں ہماری زندگی میں کوئی تبدیل نہ ہو علماء فرماتے ہیں کہ زبان کی حفاظت گویا دین کی حفاظت ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایسا عمل بتادیجیے کہ جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کرے۔

حضرت معاذ مدینہ میں رہنے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ کیا میں تمہیں خیر کے دروازے نہ بتاؤں جیسے آدمی دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے تو پھر مکان باغات جو بھی چیز ہوتی ہے دروازے سے داخل ہونے کے بعد سب چیزیں مل جاتی ہیں تو تین چیزیں ارشاد فرمائی فرمایا الصوم جنة روزہ ڈھال ہے، اور صدقہ خطاؤں کو بجھاتا ہے اور اسی طرح سے تیسری چیز فرمائی کہ رات کے آخری حصے یا درمیانی حصے میں نماز پڑھنا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کیا میں تمہیں دین کا سر اور دین کی چوٹی نہ بتاؤں؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں ضرور بتائیں، دین کا سر اسلام اور دین کی مضبوطی وہ نماز اور دین کی چوٹی وہ جہاد ہے۔ اور بھی باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں۔

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو اس سارے دین کی خلاصہ نہ بتاؤں تو حضرت معاذ نے فرمایا ضرور بتائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا کہ اس کو کنٹرول میں رکھو، اس کو احتیاط میں رکھو یا ایھا الذین آمنوا قولا سدیدا زبان سے درست بات کہو فائدہ کیا ہو گا، یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم تمہارے اعمال درست ہوں گے اور تمہاری خطائیں معاف ہوں گی۔ نتیجہ کیا ہو گا ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ

- زبان سے درست بات کرو
- غصے سے بات نہ کرو
- سخت بات زبان سے نہ نکالو

اگر کسی کی بات برداشت نہیں ہوتی اور غصہ آتا ہے اور زبان کنٹرول نہیں ہوتی تو اس سے دور ہو جاؤ۔ جب تک غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا قریب ہی نہ آؤ تاکہ بات کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

- آپس کے معاملات
- گھروں کے معاملات
- والدین کے معاملات
- عزیزوں کے معاملات میں

اپنی زبان کو ٹھیک کرو، یہ اہم ترین شیطان کے حملے سے بچاؤ کا ایک ذریعہ ہے جس نے اپنی زبان ٹھیک کرلی وہ شیطان کے حملے سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالی ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

قسط نمبر 1: ✍......**مولانا عبدالغفار حسین، انڈیا**

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟؟

نماز اللہ رب العزت کے دربار میں حاضری ہے، اس ہیبت و جبروت والے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ نمازی بندہ محض بن جائے اور پورے ادب واحترام کا لحاظ رکھے چنانچہ فرمان خداوندی ہے **وقوموا للہ قانتین** اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہدؒ فرماتے ہیں: **ومن القنوت الرکوع والخشوع وغض البصر وخفض الجناح من رهبة الله عزوجل فكانت العلماء اذا قام احدهم هاب الرحمن ان يشد نظره الى شيء او يلتفت او يقلب الحصا او يعبث بشيء او يحدث نفسه بشيء الا ناسيا مادام في صلاته۔**

(الزھد والرقائق لابن المبارک بسند صحیح، باب فضل ذکر اللہ)

قنوت کہتے ہیں کہ نمازی اللہ کی ہیبت سے اپنے وجود کو جھکا دے، اپنا دل خوف خدا سے معمور کرے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھے، علماء (صحابہ) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے رحمٰن کی ہیبت کی وجہ سے نہ اپنی نگاہ کسی چیز کی طرف اٹھاتے، نہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوتے، نہ کنکریوں کو الٹ پُلٹ کرتے، نہ کسی چیز سے کھیلتے اور نہ ان کا دل دنیا میں اٹکتا الا یہ کہ بھول ہو جائے۔

اسی کا تقاضا ہے کہ نمازی کے ہاتھ دوران نماز بندھے ہوئے ہوں جیسے ایک بادشاہ کے سامنے درباری ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے کیونکہ ہاتھ باندھنا خشوع کے زیادہ قریب ہے اور بے کار کاموں میں مشغول ہونے سے روکتا ہے۔ **قال العلماء، والحكمة في وضع احداهما على الاخرى انه اقرب الى الخشوع ومنعها من العبث۔**

(شرح نووی علی صحیح مسلم، باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام)

ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں بھی ادب اور خشوع ہونا بہت ضروری ہے اسی لئے حضور ﷺ نے ہاتھ باندھنے کا طریقہ بھی بتا دیا ہے وہ طریقہ یہ ہے۔

سیدھا ہاتھ اوپر ہو اور الٹا ہاتھ نیچے ہو:

✪ عن سھل الساعدی رضی اللہ عنہ کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلوۃ۔ (صحیح بخاری)

✪ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ ثم وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری۔ (صحیح مسلم)

سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا جائے:

✪ حدثنا علی بن عبد العزیز -ابو نعیم -موسی بن عمیر العنبری عن علقمۃ عن ابیہ وائل بن حجر ان النبی ﷺ کان اذا قام فی الصلاۃ قبض شمالہ بیمینہ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، والبیہقی بھذا السند فی سنن الصغیر والسنن الکبریٰ)

✪ ھارون بن اسحاق الھمدانی- ابن فضیل عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر قال: کنت فیمن اتی النبی ﷺ فقلت لانظرن الی صلاۃ رسول اللہ ﷺ کیف یصلی فرایتہ حین کبر رفع یدیہ حتی حاذتا اذنیہ ثم ضرب بیمینہ علی شمالہ فامسکہ۔

(صحیح ابن خزیمۃ، باب وضع بطن الکف الیمنیٰ علی کف الیسریٰ والرسغ والساعد)

ہاتھ باندھنے کا طریقہ:

سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح ہو کہ سیدھا ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پہنچے پر ہو اور سیدھے ہاتھ کا کچھ حصہ بائیں ہاتھ کی پشت اور کلائی پر بھی ہو۔

✪ محمد بن یحی - معاویہ بن عمرو - زائدۃ - عاصم بن کلیب اخبرنی ابی ان وائل بن حجر اخبرہ قال :قلت لانظرن الی رسول اللہ ﷺ کیف یصلی؟ قال

فنظرت الیه فقام و کبر ورفع یدیه حتی حاذتا اذنیه ثم وضع یده الیمنی علی ظهر کفه الیسری والرسغ والساعد۔

(صحیح ابن خزیمۃ، باب وضع بطن الکف الیمنیٰ...ورواہ احمد وابو داؤد وابن حبان بھذا السند وسندہ صحیح)

✪ وکیع -عبدالسلام بن شداد الحریری ابو طالوت-غزوان بن جریر الضبی عن ابیه قال کان علی ؓ اذا قام الی الصلوۃ وضع یمینه علی رسغ یسارہ۔

(رواہ البخاری تعلیقا، باب استعانۃ الید فی الصلوۃ، وابن ابی شیبۃ، باب وضع الیمین، وسند المصنف صحیح)

خلاصہ یہ کہ دوران نماز سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو اس طرح پکڑا جائے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پہنچے پر ہو، اور سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کا کچھ حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے پشت پر ہو، اور سیدھے ہاتھ کا کچھ حصہ بائیں ہاتھ کی کلائی پر بھی ہو، اب یہ صورت جتنی آسانی اور بے تکلفی کے ساتھ ناف کے نیچے یا ناف پر یا ناف کے کچھ اوپر ہاتھ باندھنے میں پائی جاسکتی ہے اتنی آسانی اور بے تکلفی سینے پر ہاتھ باندھنے میں نہیں پائی جاسکتی، اور شریعت کوئی حکم تکلف کے ساتھ ادا کرنے کو نہیں کہتی کیونکہ شریعت میں تکلف سے منع کیا گیاہے۔ حدثنا سلیمان بن حرب ،حدثنا حماد بن زید عن ثابت عن انس قال کنا عند عمر فقال نهینا عن التکلف (صحیح بخاری باب ما یکرہ من کثرۃ السوال والتکلف) خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیاہے۔ اسی لئے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

دلیل نمبر 1:

حدثنا وکیع ،عن موسی بن عمیر عن علقمة بن وائل عن ابیه وائل بن حجر ؓ قال رایت البنی ﷺ وضع یمینه علی شماله فی الصلوۃ تحت السرۃ ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ تحت حدیث بتحقیق الشیخ محمد العوامۃ)

حضرت وائلؓ فرماتے ہیں: ” میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر ناف کے نیچے رکھا“

یہ حدیث بالکل صحیح ہے سند کے تمام راوی مضبوط و معتبر ہیں۔

اس حدیث پر سب سے بڑا اعتراض و سوال یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ کا جو نسخہ ہندوستان میں تھا اس میں تحت السرۃ (ناف کے نیچے) کا لفظ نہیں تھا جب یہی نسخہ پاکستان میں مولانا نور محمد عثمانیؒ کے مکتبہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ سے چھپا تو اس میں تحت السرۃ (ناف کے نیچے) کے الفاظ زیادہ تھے، پھر کیا تھا؟ ایسا شور برپا ہوا کہ اللہ کی پناہ! اس کے ناشر کو متعصب کہا گیا، بد دیانت کے لقب سے نوازا گیا بلکہ حد سے گذرتے ہوئے خیانت کرنے والا اور نبی ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا کہا گیا۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ جب مولانا علیہ الرحمۃ نے ہندوستانی نسخہ کو چھاپنے کا ارادہ کیا اور اس کی تحقیق شروع ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہندوستانی نسخہ میں آٹھ ہزار سے زیادہ غلطیاں ہیں تو مولانا علیہ الرحمۃ نے مصنف ابن ابی شیبہ کے دوسرے نسخے تلاش کرنے شروع کئے پھر دوسرے نسخے مل جانے پر جہاں ہندوستانی نسخے کی ہزاروں اغلاط کی اصلاح کی گئی وہیں دوسرے نسخوں میں موجود ہونے کی وجہ سے تحت السرۃ کا لفظ بھی بڑھا دیا گیا لہذا اب یہ خاص ہندوستانی نسخے کی اشاعت نہیں ہوئی بلکہ کئی نسخوں کو سامنے رکھتے ہوا ایک نیا نسخہ تیار کیا گیا جیسا کہ اسی طریقے پر آج کئی کتابیں شائع ہو گئیں ہیں، لہذا یہ سوال ہی غلط ہے کہ ہندوستانی نسخہ میں یہ لفظ نہیں تھا تو یہاں کیسے آ گیا؟

نیز ایک کتاب کے کئی نسخے ہوتے ہیں جیسا کہ سنن ابو داؤد کے کئی نسخے ہیں ایک نسخہ ابن داسہ کا اور ایک ابن اعرابی کا، اور کوئی حدیث کسی ایک نسخے میں ہے دوسرے میں نہیں ہے، جیسا کہ تحت السرۃ کی دو حدیثیں ابن اعرابی کے نسخے میں ہیں

ابن داسہ کے نسخے میں نہیں ہیں، اب ایک آدمی کوئی ایک نسخہ دیکھے اور اسے وہ حدیث وہاں نہ ملے تو وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ مجھے یہ حدیث نہیں ملی، مگر یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث کا وجود ہی نہیں ہے؟ آپ کو نہیں ملی تو کسی کو بھی نہیں مل سکتی؟ ے اآپ کو اس حدیث کا نہ ملنا ہر ایک کے لئے حجت ہے؟ بہر حال! پر ہم نے اس ہندوستانی نسخے کا حوالہ نہیں دیا ہے تا کہ اعتراض ہی ختم ہو جائے بلکہ ہم نے بیروت سے شائع ہونے والے شیخ محمد عوامہ کے نسخے حوالہ دیا ہے، شیخ نے یہ نسخہ دس نسخوں کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کیا ہے، مصنف ابن ابی شیبہ کا یہ نسخہ شیخ عوامہ کی تحقیق کے ساتھ تین کتب خانے والوں نے مل کر چھاپا ہے۔

1: **دارالقبلة للثقافة الاسلامية**، یہ کتب خانہ سعودیہ عرب کے سب سے بڑے شہر جدہ میں واقع ہے۔

2: **موسسة علوم القرآن**، یہ کتب خانہ ملک شام کی راجدھانی دمشق میں شارع مسلم البارودی پر واقع خولی وصلاحی بلڈنگ میں واقع ہے۔

3: **دار قرطبہ**، یہ کتب خانہ ملک لبنان کے شہر بیروت (جسے کتابوں کا شہر کہا جاتا ہے) میں ہے۔

اس نسخہ میں شیخ عوامہ نے بھی تحت السرۃ کا لفظ زیادہ کیا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے تحت السرۃ کے الفاظ دو نسخوں میں ملے۔

1: **مولانا عابد سندھیؒ کا نسخہ:** یہ نسخہ پہلے مدینہ منورہ کے مکتبہ محمودیہ میں تھا اور اب ترکی کے توپ قبو سرائے میں ہے، یہ نسخہ شیخ عابد سندھیؒ نے اپنے لئے شیخ محسن الزراقی کے ہاتھوں لکھوایا تھا، اس نسخہ میں یہ حدیث تحت السرۃ کی زیادتی کے ساتھ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ عابد سندھیؒ نے "طوالع الانوار علی الدر المختار"

میں لکھا ہے ”ومما لا یماری فی الاحتجاج به ما اخرجه ابن ابی شیبه فی مصنفه حدثنا وکیع ،عن موسی بن عمیر عن علقمة بن وائل عن ابیه وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال رایت البنی ﷺ وضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة،ورجاله کلهم ثقات اثبات“ اس کا قلمی نسخہ راقم کے پاس محفوظ ہے۔

2: **شیخ مصطفی الزبیدی کا نسخہ:** یہ نسخہ پہلے قاہرہ میں تھا اور اب تیونس میں ہے اس کے لکھنے والے شیخ یوسف بن عبد اللطیف حرانی حنبلی ہیں اس کی ایک فوٹو کاپی سعودی عرب کی راجدھانی ریاض کی امام محمد بن سعود یونیورسٹی میں ہے ریاض ہی سے شیخ عوامہ نے اس کی فوٹو کاپی حاصل کی ہے ،اسی نسخے سے امام قاسم بن قطلوبغا علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو مع سند و متن کے اپنی کتاب ”التعریف والاخبار بتخریج احادیث الاختیار“ میں ذکر کرکے فرمایا ”ھذا اسنا د جید“۔

اس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور بوقت ضرورت پیش بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب اس کے بعد بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟

دلیل نمبر2:

- حدثنا محمد بن القاسم،حدثنا ابو کریب ،حدثنا حفص بن غیاث عن عبد الرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد عن علی رضی اللہ عنہ (سنن الدار قطنی ،باب فی اخذ الشمال)
- اخبرنا ابوبکر بن الحارث ،انبانا علی بن عمر الحافظ حدثنا محمد بن القاسم ،حدثنا ابو کریب حدثنا حفص بن غیاث عن عبدالرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد عن علی رضی اللہ عنہ (السنن الکبری للبیهقی،باب فی اخذ الشمال)

قال ”ان من سنة الصلوة وضع الیمین علی الشمال تحت السرة“

حضرت علیؓ نے فرمایا: "بیشک نماز کی سنت یہ ہے کہ سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے"

اس پر اکثر محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کو عبد الرحمن بن اسحاق کی وجہ سے ضعیف کہا ہے چنانچہ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: واما حدیث علی انه قال من السنة فی الصلاۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ ضعیف متفق علی تضعیفه رواہ البیہقی والدار قطنی من روایۃ ابی شیبۃ عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی وھو ضعیف بالاتفاق (شرح نووی علی صحیح مسلم تحت حدیث مذکور) یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے عبد الرحمٰن بن اسحاق کے بالاتفاق ضعیف ہونے کی وجہ سے ۔

عبد الرحمن بن اسحاق کوفی کا تعارف:

نام عبد الرحمن، والد کا نام اسحاق، کوفہ کے رہنے والے ہیں ان کی کنیت ابو شیبہ اور لقب واسطی ہے اور یہ نعمان بن سعد تابعیؒ کے بھانجے ہیں، حضرات محدثین نے ان پر بہت کلام کیا ہے۔

امام یحی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں : عبدالرحمن متروك (میزان الاعتدال)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں : عبدالرحمن منکر (میزان الاعتدال)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں : فیہ نظر (التاریخ الکبیر)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی یاد داشت کے بارے میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے۔

(سنن الترمذی باب ماجاء فی قول المعروف)

یہاں تک کہ علامہ ابن جوزیؒ نے ان کی حدیث کو موضوع کہا ہے۔

(القول المسدد ۳۳)

اسی لئے علامہ نوویؒ نے متفقہ طور پر ضعیف قرار دیا ہے ۔

(شرح صحیح مسلم)

یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ

امام ترمذیؒ نے ان کی ایک حدیث کو اسی سند کے ساتھ حسن کہا ہے۔

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی صوم المحرم)

امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اپنی مستدرک میں ان کی ایک حدیث کو اسی سند کے ساتھ صحیح کہا ہے۔

(مستدرک حاکم)

امام ابن خزیمہؒ نے بھی ان کی ایک حدیث کو اسی سند کے ساتھ صحیح کہا ہے۔

(صحیح ابن خزیمۃ، باب ما اعد اللہ)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی حدیث میں غور کیا تو ان کی حدیث مقارب یعنی صحیح کے قریب ہے۔

(العلل الکبیر للترمذی)

کیا عبد الرحمن بن اسحاق متروک ہیں؟

1: علامہ ابن جوزیؒ نے دعوی کیا کہ مسند احمد میں موضوع روایتیں بھی ہیں چنانچہ انہوں نے مسند کی کئی روایتوں کو موضوع قرار دیا ہے ان میں سے ایک روایت کو عبد الرحمن بن اسحاق کی وجہ سے موضوع کہا فرماتے ہیں ھذا الحدیث(ان فی الجنۃ لسوقاً)لایصح والمتھم فیہ عبد الرحمن بن اسحاق وھو ابو شیبۃ الواسطی ،قال احمد : لیس بشیء،منکر الحدیث وقال یحی متروك حافظ ابن حجرؒ نے علامہ ابن جوزیؒ کے جواب میں ایک کتاب ”القول المسدد“ لکھی اس کتاب میں حافظ نے ثابت کیا ہے کہ علامہ ابن جوزیؒ نے مسند کی جن حدیثوں کو موضوع کہا ہے ان کا کہنا غلط

ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے عبدالرحمن کی روایت کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: قلت قد اخرجہ من طریقہ الترمذی وقال غریب، وحسن لہ غیرہ مع قولہ انہ تکلم فیہ من قبل حفظہ وصحح الحاکم من طریقہ حدیثاً غیرھذا، واخرج ابن خزیمۃ فی الصیام من صحیحہ آخر لکن قال ان صح الحدیث ولکن فی القلب من عبدالرحمن شیء۔ (
القول المسدد)

2: امام ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد شریف لکھ لینے کے بعد مکہ والوں کو خط لکھا کہ میں نے ان ان اصول کو سامنے رکھتے ہوئے سنن ابی داؤد لکھی ہے اس خط میں امام ابوداؤد لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں کسی متروک راوی سے روایت ذکر نہیں کی ہے۔ ولیس فی کتاب السنن الذی صنفتہ عن رجل متروک الحدیث شیء (رسالۃ ابی داؤد الی اھل مکۃ) عبدالرحمن سنن ابوداؤد کے راوی ہیں اگر یہ متروک ہوتے تو امام ابوداؤد ان کی روایت ہی نہیں لاتے۔ تو معلوم ہوا کہ عبدالرحمن متروک راوی نہیں ہیں نہ امام ابوداؤد کے نزدیک اور نہ حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک۔

کیا عبدالرحمن بن اسحاق منکر ہیں؟

امام ابوداؤدؒ آگے لکھتے ہیں: ” اگر کوئی منکر راوی آگیا ہو تو میں نے بیان کر دیا ہے کہ یہ راوی منکر ہے واذا کان فیہ حدیث منکر بینت انہ منکر۔

(رسالۃ ابی داؤد الی اہل مکۃ)

امام ابوداؤد سنن میں ان کی روایت بھی لائے اور ان کو منکر بھی نہیں کہا اگر منکر ہوتے تو بیان کر دیتے کہ عبدالرحمن کی یہ حدیث منکر ہے نیز کسی راوی کو منکر کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ راوی ضعیف ہے اور نہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کی

تمام روایتیں منکر ہوتی ہیں بلکہ ایک خاص سند کی روایتیں منکر ہوتی ہیں: وقال الذہبی فی المیزان فی ترجمة عبداللہ بن معاویہ الزبیری قولهم منکر الحدیث لا یعنون به ان کل ما رواه منکر بل اذا روی الرجل جملة وبعض ذلك منا کیر فهو منکر الحدیث وما کل من روی المنا کیر یضعف۔

(الرفع والتکمیل)

اور امام احمدؒ نے عبدالرحمن کی تمام حدیثوں کو منکر نہیں کہا جیسا کہ خیانت کرتے ہوئے بعض ہمارے اہل حدیث احباب کی کتابوں میں لکھا گے اہے بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالرحمن عن النعمان بن سعد عن مغیرة بن شعبة والی سند کی حدیثوں کو منکر کہاوعبدالرحمن هو الذی یروی عن النعمان بن سعد عن المغیرة بن شعبة عن النبی ﷺ احادیث منا کیر۔

(موسوعۃ اقوال الامام احمد فی رجال الحدیث)

معلوم ہوا کہ یہ حدیث منکر نہیں کیونکہ یہ روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔

امام بخاریؒ کا "فیہ نظر":

امام بخاریؒ کسی راوی کے بارے میں فیہ نظر کہتے ہیں تو اس کیا مراد ہوتا ہے ؟ اس بارے میں خود امام بخاریؒ کی صراحت نہیں اس لئے بعد میں آنے والوں میں اختلاف ہو گیا کہ یہ سخت جرح ہے یا ہلکی ؟

چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ جس راوی کے بارے میں امام بخاریؒ فیہ نظر کہتے ہیں وہ راوی متروک ہوتا ہے وقال العراقی فی شرح الفیة الحدیث فلان فیه نظر وفلان سکتوا عنه هاتان العبارتان یقولهما البخاری فیمن ترکوا حدیثه.

(الرفع والتکمیل)

بعض محدثین کا کہنا یہ ہے کہ کی یہ جرح ہلکی ہے ان قول البخاری" فیہ نظر "جرح غیر شدید. (التعریف باوھام من قسم السنن)

صحیح بات یہ ہے کہ یہ جرح سخت نہیں ہلکی ہے کیوں کہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جس راوی کے بارے امام بخاریؒ فیہ نظر کہتے ہیں اس کے بارے میں تعریف اور تعدیل کے الفاظ بھی کہہ دیتے ہیں، جیسے اسی عبدالرحمن کے بارے میں فرمایا فیہ نظر کہ اس راوی میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور انہی عبدالرحمن کے بارے جب امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے پوچھا تو فرمایا کہ عبدالرحمن کو ضعیف کہا جاتا ہے، میں نے عبدالرحمن کی حدیث میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی حدیث مقارب یعنی صحیح کے قریب ہے سالت محمداً عن ھذا الحدیث (اللھم بارك لامتی فی بکورھا) فقال یضعف عبدالرحمن ونظرت فی حدیثه فاذا حدیثه مقارب۔

(العلل الکبیر للترمذی)

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک راوی امام بخاری کے نزدیک متروک بھی ہو اور اسی راوی کی حدیث کو امام بخاری مقارب بھی کہیں ؟ معلوم ہوا کہ فیہ نظر کا مطلب متروک نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس راوی میں غور وفکر کی ضرورت ہے اس طرح آپ خوب اچھی طرح محسوس کریں گے کہ امام بخاریؒ کی دونوں باتوں میں کوئی تضاد وٹکراؤ نہیں ہے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس کسی نے بھی عبدالرحمٰن پر کلام کیا ہے اس نے اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی ہے جیسے اگر عبدالرحمن متروک ہیں تو کیوں ؟ ان کے بارے میں قلب و نظر میں کھٹک ہے، تو کیوں ؟ ضعیف ہیں تو کیوں ؟ اس قسم کی جرح کو جرح غیر مفسر" کہا جاتا ہے یعنی ایسی جرح جس کی کوئی وجہ بیان نہ کی گئی ہو اور

جرح غیر مفسر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، جرح وہی قابل قبول ہوتی ہے جس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہو جس کو جرح مفسر کہا جاتا ہے۔

یقبل التعدیل من غیر ذکر سببه علی الصحیح المشهور،ولا یقبل الجرح الا مبین السبب؛ لانه یحصل بامر واحد ولا یشق ذکره۔ وذکر الخطیب انه مذهب الائمة من حفاظ الحدیث کالشیخین وغیرهما، و لذلك احتج البخاری بجماعة سبق من غیره الجرح لهم کعکرمة و عمرو بن مرزوق،واحتج مسلم بسوید بن سعید وجماعة اشتهر الطعن فیهم ، و هکذا فعل ابو داؤد ،وذلك دال علی انهم ذهبوا الی ان الجرح لا یثبت الا اذا فسر سببه ،ویدل علی ذلك ایضاً انه ربما استفسر الجارح فذکر مالیس بجرح.

(تدریب الراوی)

اب ان تمام ائمہ کی باتوں میں غور کیا جائے تو صرف امام ترمذیؒ نے ہی عبد الرحمن پر جرح کی وجہ بیان کی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے ان کی کسی بھی حدیث پر ضعیف ہونے کا حکم نہیں لگایا ہے۔ لہذا باقی ائمہ کی جرحیں قابل قبول نہیں رہیں، اب صرف امام ترمذیؒ کی جرح کی بات کرتے ہیں۔

آمدم بر سر مطلب: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن کی یاد داشت کے بارے میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے۔ وقد تکلم بعض اهل الحدیث فی عبد الرحمن هذا من قبل حفظه ۔

(سنن الترمذی باب ما جاء فی قول المعروف)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں: وعبد الرحمن بن اسحاق القرشی مدنی وهو اثبت من هذا۔

(سنن الترمذی باب ما جاء فی صفة الجنة)

عبدالرحمٰن قریشی مدنی ان سے زیادہ مضبوط حافظے والے ہیں یعنی عبدالرحمٰن کوفی عبدالرحمٰن مدنی کے مقابلہ میں کم حافظہ والے ہیں، اور اسی سے ملتی جلتی بات حافظ بزارؒ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث کسی اچھے حافظہ والے کی حدیث نہیں ہے ولیس حدیثه حدیث حافظ (مسند البزار)

لیکن یہ جرح ہمارے مطلب میں مخل نہیں ہے کیونکہ جس حدیث کے راوی میں حفظ و یاد داشت کی کمی ہو وہ حدیث محدثین کے یہاں ضعیف نہیں بلکہ حسن ہوتی ہے، کیونکہ

حسن: وہ حدیث ہے جس کا راوی معتبر ہو لیکن اس میں ضبط (یاد داشت) تام و مکمل نہ ہو، حدیث حسن کی یہی سب سے اچھی تعریف ہے۔

فان خف الضبط فالحسن لذاته ،فکان الحسن عند ابن حجر هو الصحیح اذا خف ضبط راویه ،ای قل ضبطه وهو خیر ما عرف به الحسن ف ©تعریفه المختار هو ما اتصل سنده بنقل عدل الذی خف ضبطه عن مثله الی منتهاه من غیر شذوذ ولا علة۔

(تیسیر مصطلح الحدیث)

بہر حال جب عبدالرحمن کوفی میں حفظ و یاد داشت کی کمی کے علاوہ اور کوئی علت نہیں تو ان کی حدیث حسن ہے چنانچہ امام ترمذیؒ کا ان کی حدیث پر حسن کا حکم لگانا اور امام بخاریؒ کا ان کی حدیث کو مقارب یعنی صحیح کے قریب کہنا اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا ان کی روایت کو اپنی صحیح میں ذکر کر کے صحیح کہنا بلکہ درست ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت بھی حسن ہے ومن ادعی غیر هذا فعلیه البیان مع البرهان۔

(........جاری ہے)

نبّاضِ ملّت حکیم العصر رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد معاویہ امجد شاہ حفظہ اللہ

اس ایک شخص میں تھیں دلربائیاں کیا کیا
ہزار لوگ ملیں گے مگر کہاں وہ شخص

1928ء کی بات ہے دار العلوم دیوبند میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے عالی منصب کے لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا گیا، اس عظیم مسند کے لیے حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی کی مجوزہ دستوری شرائط پڑھ کر سنائی گئی، جس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اس عہدہ پر فائز شخصیت کے لیے دیگر اوصاف حمیدہ و کمالات ضروریہ کے ساتھ ساتھ مجاہدانہ مزاج کا حامل ہونا بھی ضروری ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جملہ حسنات وصفات بدرجہ اتم شیخ الہند کے روحانی و علمی جانشین سید حسین احمد مدنی میں موجود ہیں۔

جس کے بعد باتفاق رائے اس عہدہ کے لیے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی تقرری ہوئی وفات تک شیخ مدنی اس مسند جلیلہ پر جلوہ افروز رہے۔

دیوبندی مشرب سے تعلق رکھنے والا ہر عالم دین باطل کے لیے سیف بے نیام ہوتا ہے کیونکہ علماء حق کا یہی طرہ امتیاز ہے۔ حق گوئی و بے باکی علماء دیوبند کو ورثہ میں ملی ہے اور جو حق چھپاتے ہیں دنیا کماتے ہیں کتمان علم کرتے ہیں وہی علماء سوء کہلاتے ہیں۔ جس کے بدنما داغ سے کاروان حق کی مقدس جبین محفوظ ہے، اس سلسلۃ الذہب کے ایک عظیم انسان نباض ملت، حکیم العصر، مخدوم العلماء، رئیس المفسرین، سراج المحدثین، ترجمان مسلک حقہ علماء دیوبند بزم تھانوی رحمہ اللہ کے چمکتے چراغ،

مشن مدنی کے علمبردار شیخ المشائخ مولانا عبدالمجید لدھیانوی قدس سرہ تھے، جنہوں نے 60 سال مسند تدریس کو رونق بخشی 43 سال باب العلوم کہروڑپکا میں بحیثیت شیخ الحدیث صدر معلم رہے، تدریس میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے، اساتذہ و طلباء کو قناعت وخودداری کا درس استغناء دیتے، منقولات و معقولات میں جس فن کی کتاب آپ کے زیر تدریس ہوتی اس کی تفہیم و حسن تعبیر دلکش دلنشین کرانے پر وہبی طور پر مکمل دسترس حاصل تھی، حضرت الشیخ مدنی رحمہ اللہ نے در رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر دعاء کی تھی کہ خواندہ ناخواندہ جملہ علوم وکتب مقدر بن جائیں، بتوسل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم در حق تعالیٰ اسے شرف پذیرائی نصیب ہوا، بعینہ حضرت الشیخ حکیم العصر کو ببرکت نسبت مدنی یہ نعمت غیر مترقبہ میسر ہوئی آپ نے فرمایا جب بھی مدینہ طیبہ جاتا تو مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہاتھ اٹھائے دامن پھیلائے عرض کرتا کہ یا اللہ اس منبر سے جس علم اور دین کی اشاعت ہوئی ہے۔ وہ دین صحیح صحیح مجھے عطاء فرمائیں۔

ان قبولیت کے اوقات و مقامات مقدسہ کی بدولت آپ نے فرمایا تھا کہ 2006ء میں سفر حج پاک کے موقع پر مقام مزدلفہ شریف میں بعد نماز فجر اچانک نیند آ گئی جس میں خواب دیکھا کہ میں نے جو قمیص زیب تن کی ہے وہ پاؤں تک لمبی ہے اور فرقاء سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے لمبی قمیص پہننے کی پہلے سے عادت ہے۔

جب بیدار ہوا تو تعبیر میں فوراً وہ حدیث یاد آ گئی جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ کچھ صحابہ کرام کی قمیص گھٹنوں سے اوپر تک ہے اور کچھ کی گھٹنوں تک اور عمر کی قمیص پاؤں تک لمبی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ عمر کو سب سے زیادہ علم نصیب ہو گا، آپ نے فرمایا مجھے اس

خواب اور اس کی تعبیر میں حدیث مذکور کا یاد آنے سے بہت خوشی ہوئی کہ میری مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مانگی ہوئی دعا قبول ہو گئی ہے۔

اس وقت میرا یقین بالکل پختہ ہو گیا کہ میرے اکابر سے جو علم مجھے ملا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر کی تحقیقات کے خلاف کسی نام نہاد محقق کی بات برداشت نہیں کرتا اور خاموش تماشائی نہیں بنتا، بلکہ احقاق حق اور ابطال باطل کا منصبی فریضہ ادا کرتا ہوں۔

(خطبات حکیم العصر ج2 ص31)

آپ کی ان مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی نمایاں ہے آپ اپنے ایک خطاب بعنوان ”ہم مدینے کیوں جاتے ہیں؟“ میں فرماتے ہیں: مکہ والا تو ہر جگہ مل جاتا ہے مدینہ والا کہیں اور نہیں ملتا اس لیے ہم بار بار مدینہ آتے ہیں۔

اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
مدینہ کے راستہ کا کانٹا بھی پھول ہے

اکابر دیوبند منبع الفیوض والبرکات تھے، جامع الکمالات والحسنات تھے، ہر پھول کی اپنی رنگت اور خوشبو ہوا کرتی ہے جملہ اکابر اپنی مثال آپ تھے حضرت حکیم العصر سب بزرگوں کے مداح ونغمہ خواں تھے لیکن خاص طور پر حضرت الشیخ مدنی کے طور وطرز اور ان کے نظریہ ومشن اور جذبہ جہاد کے حقیقی ترجمان وعکس جمیل تھے۔

نطق کو سو ناز ہے تیرے لب اعجاز پر
محو حیرت ہے ثریا رفعت پرواز پر

میرے والد گرامی سید محمد امین شاہ تلمیذ حضرت مدنی فاضل دیوبند فرماتے

تھے کہ امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ جو مفسر و محدث حالات حاضرہ کی روشنی میں تفسیر قرآن و تشریح حدیث نہیں کرتا اور عصری فتنوں کا تعاقب نہیں کرتا وہ خائن ہے اور بددیانت ہے۔

حضرت حکیم العصر نباض ملت تھے اپنی تقریر و تحریر و دروس میں باطل فرقوں باطل پالیسیوں کی خوب خوب قلعی کھولتے تھے آپ کا بعض مدارس میں سال میں ایک ہی مرتبہ اختتام بخاری کے موقع پر جانا ہوتا تھا۔

بخاری کی آخری حدیث کی تلاوت کے بعد اکثر و بیشتر فرماتے کہ بھائی تلاوت کے ساتھ بخاری مکمل ہوگئی ہے، اس وقت عوام و خواص جمع ہیں عصری ضرورت کے مطابق جس کی ضرورت محسوس کرتے ملکی عالمی یا مسلکی یا سیاسی نظریہ ضرورت پر بلا خوف لومۃ لائم مفصل خطاب کرتے تھے۔

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جسے قدرت نے دیے تھے انداز خسروانہ

آپ ہر فن میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتے تھے، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، شیخ الحدیث، خطیب و ادیب، عابد و زاہد اور تمام عظیم نسبتوں کے ساتھ ساتھ فرق باطلہ مرزائیت، ناصبیت، خارجیت وغیرہ کی کما حقہ خبر لینے اور تعلیم و تربیت کے انوکھے انداز کی وجہ سے آپ کو حکیم العصر کہا جاتا تھا۔

عصری فتنوں کی تردید میں اپنے ذاتی مطالعتی ذوق کی بجائے اپنے اکابرین و عمائدین مشائخ دیوبند کی تحقیقات کو حرف آخر سمجھتے ہوئے اس میں نجات و فلاح کا مدار سمجھتے تھے جیسا کہ آپ کے مواعظ سے واضح ہے آج بھی اگر فی الحقیقت کوئی شخص آپ کی عظمت کا معترف ہے اور اکتساب فیض کا خواہاں ہے تو آپ کی تفسیر تبیان

الفرقان کا مطالعہ کرے جس کی 6 جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور بقیہ جلدیں تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ افادات دروس بخاری کی ایک جلد بنام دلیل القاری طبع ہو چکی ہے، خطبات حکیم العصر 12 جلدوں کا 6 جلدوں میں یکجا کر دیا گیا ہے مجالس حکیم العصر ایک جلد شائع ہو چکی ہے۔

یہ علوم و معارف کا خزینہ آپ کے جریدہ عالم پر نقش دوام اور ابدی حیات کا ذریعہ ہیں جس کی وجہ سے آپ سے استفاضہ و استفادہ کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا آپ کا ادارہ آپ کی تصانیف، تلامذہ آپ کے ہزاروں روحانی بیٹے آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

دعاء نبوی اللھم بارك لی فی الموت وفیما بعد الموت کے مطابق موت بھی مبارک تھی، زندگی بھی حدیث پڑھاتے رہے۔

آخری دن 01/02/2015 کو بھی اپنے جامعہ میں درس بخاری پڑھا کر ملتان سینکڑوں علماء کے سامنے بھرے اجلاس میں بھی درس حدیث دے کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا تاریخی جنازہ تھا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ علماء، اتقیاء، اصفیاء، طلباء کی شرکت برکت بعد الموت کی پہلی بشارت تھی اور پھر جامعہ میں تدفین جو مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجوم عاشقان سے معمور بقعہ نور علی نور نصیب ہو گئی یہ بھی آپ کی آخری حسرت تھی جو پوری ہو گئی۔ فرماتے تھے: مرنے کے بعد بھی طلبہ کے زیر نظر زیر قدم رہنا چاہتا ہوں۔

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے
سرخرو ہوتا رہا اپنے خدا کے آگے

تذکرۃ المحدثین:

......مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

امام سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ

امام ابو الحسن المدائنی سے منقول ہے کہ ایک شخص نے امام سے کہا:

یا أبا محمد اکتریتُ حماراً بنصفِ درهمٍ فأتیتُكَ لِأَسألكَ عن حدیث كذا و كذا۔

اے ابو محمد! میں نصف درہم میں ایک گدھا کرایہ کر کے تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ فلاں فلاں حدیث کے بارے میں تم سے کچھ سوال کروں!

آنے والے اس شخص نے علم حدیث کو ایک ایسی سستی چیز بتایا کہ اس پر نصف درہم کے خرچ کرنے کو خاصی اہمیت کے ساتھ ذکر کیا۔ حدیث نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ ایسا رویہ رکھنے اور اس کے لیے مال خرچ کرنے کو جب اس شخص نے اس طرزِ عمل سے جتلایا تو اس کا سدِ باب کرنے اور اس شخص کو متنبہ کرنے کو امام نے انتہائی ضروری سمجھا۔ اس لیے اس آنے والے سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اِکترِ بالنصفِ وارجِع۔ (کتاب الاذکیاء لابن الجوزی: ص 33)

بقیہ نصف درہم پر پھر گدھا کرایہ پر لے کر واپس لوٹ جاؤ۔

ایک بار امام کے پاس کچھ ایسے لوگ حدیث کا سماع کرنے کے لیے آئے جن کے بارے میں امام کی فراست ایمانی اور دور اندیشی نے پہچان لیا کہ یہ علمِ حدیث کے اہل نہیں ہیں بلکہ حدیث کے نام پر اپنی خواہشات کی تکمیل کے درپے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حدیث سنانے سے انکار کر دیا۔ کسی شخص نے کہا:

یا أبا محمد لو حدَّثتَ هؤلاءِ المساكين۔

اے ابو محمد! اگر آپ ان مسکینوں کو حدیث سنا دیتے تو بہت ہی اچھا ہوتا۔

امام کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور آپ نے اس شخص کو فرمایا:

ویلك ومن یُّعَلِّقُ الدُّرَّ علی الخنازیرِ ؟! (تاریخ الثقات للعجلی: ص204)

تیرے لیے ہلاک ہو! خنزیر کے گلے میں موتی کون لٹکاتا ہے؟!

یعنی نااہل کو قیمتی چیز سپرد نہیں کی جاتی۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مایہ ناز قدردان، عبادت وریاضت کے عظیم پیکر، علم وعمل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے انسان، فقر وعسرت کے باوجود دامنِ حدیث سے وابستہ یہ شخصیت شیخ الاسلام امام سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ تھے۔ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم" کے زمزموں سے آپ کی مجلس کشتِ زعفران بنی رہتی تھی۔ حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور نشر واشاعت آپ کی زندگی کا مقصد بن چکا تھا۔

نام ونسب اور نسبتِ ولاء:

آپ کا نام "سلیمان بن مہران"، کنیت "ابو محمد" اور لقب "اعمش" ہے۔

(التاریخ الاوسط للبخاری: ج1 ص186، الثقات لابن حبان: ج4 ص302)

امام اعمش کو "الکاہلی الاسدی" بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ آپ بنو کاہل کے آزاد کردہ غلام تھے، اس لیے "الکاہلی" مشہور ہوئے۔ (تاریخ بغداد: ج7 ص117)

"الکاہل" سے مراد کاہل بن اسد بن خزیمہ ہے، اس کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو "اسدی" بھی کہا جاتا ہے۔ (تہذیب الکمال: ج4 ص218)

آپ کے والد "مہران" دیلم کے کسی معرکہ میں گرفتار ہوئے تھے۔ والد کی غلامانہ زندگی کا اثر آپ پر بھی رہا اس لیے آپ بھی بچپن میں غلامانہ زندگی سے دوچار رہے۔ (تاریخ بغداد: ج7 ص117، سیر اعلام النبلاء: ج5 ص446)

ایک روایت میں آتا ہے کہ بچپن میں آپ غلامی کی زندگی گزار رہے تھے کہ کوفہ کے بنی کاہل کے ایک شخص نے آپ کو خریدا اور خرید کر آزاد کر دیا۔

(تہذیب الکمال: ج4 ص218، تاریخ بغداد: ج7 ص116)

بہر حال اتنی بات یقینی ہے کہ اعمش ابتداء میں غلام تھے اور اسی غلامی کی نسبت سے آپ "الکاہلی الاسدی" کہلائے۔

آپ کا لقب "اعمش" ہے اور اسی لقب سے آپ زیادہ مشہور ہیں۔ "اعمش" کا مطلب ہے "کمزور بینائی والا"، آپ کو اعمش اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کی بینائی کمزور تھی۔

تاریخ و مقام ولادت:

آپ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔ امام وکیع بن جراح فرماتے ہیں:

وُلِدَ الْأَعْمَشُ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ سِتِّينَ. (الطبقات الکبریٰ: ج6 ص332)

کہ امام اعمش حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی شہادت والے دن یعنی ماہ محرم میں یوم عاشورہ کے دن سن 60 ہجری میں پیدا ہوئے۔

ممکن ہے یہاں سہوِ کاتب ہوا ہو اور سن 61 کے بجائے سن 60 لکھا گیا ہو، اس لیے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت سن 61ھ کو ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ امام ابو اسحاق ذہلی فرماتے ہیں:

ولد عمر بن عبد العزيز، وهشام بن عروة، والزهري وقتادة، والأعمش ليالي قتل الحسين ابن علي، وقتل سنة إحدى وستين.

(تاریخ بغداد: ج7 ص116)

کہ عمر بن عبد العزیز، ہشام بن عروہ، زہری، قتادہ اور اعمش حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت والے دن پیدا ہوئے اور آپ کی شہادت 61 ہجری کو ہوئی۔

یہی بات امام عجلی اور امام ابن حبان نے بھی ذکر کی ہے کہ آپ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔ (تاریخ الثقات للعجلی: ص204، مشاہیر علماء الامصار لابن حبان: ج 1 ص179)

اصلاً آپ کا تعلق ”دباوند“ سے تھا۔ (الجرح والتعدیل: ج4 ص139)

یاقوت حموی نے ”دباوند“ کے متعلق لکھا ہے:

وھو جبل من نواحی الری. (معجم البلدان: ج2 ص475)

”دباوند“ یہ رئے کے نواح میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے گاؤں طبرستان کے علاقے میں پیدا ہوئے پھر بچپن میں ہی آپ کو کوفہ لے آیا گیا۔ اسی وجہ سے آپ کو ”الکوفی“ کی نسبت سے بھی جانا جاتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ج5 ص441)

اہلِ علم کی نظر میں:

امام اعمش نے تحصیل علم میں جس محنت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا اس کے نتیجہ میں آپ کندن بن گئے تھے، آسمان دنیا نے دیکھا کہ زبانِ خلق نے آپ کو ”محدث الکوفۃ“ کے لقب سے نوازا۔ (سیر اعلام النبلاء: ج5 ص446)

سلاطین علم و فن آپ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آئے۔ چند حضرات کی آراء درج ذیل ہیں:

[۱]: امام شعبہ بن الحجاج (ت 160ھ) فرمایا کرتے تھے:

ما شفانی أحدٌ من الحدیث ما شفانی الأعمشُ.

(تاریخ بغداد: ج7 ص120، تہذیب التہذیب: ج3 ص58)

کہ حدیث میں مجھ کو جو تشفی اعمش سے ہوئی وہ کسی اور سے نہیں ہوئی۔

[۲]: سہل بن حلیمہ کہتے ہیں کہ امام سفیان بن عیینہ (ت198ھ) نے فرمایا:

سبق الأعمش أصحابَه بأربعِ خصالٍ: كان أقرأَهم للقرآنِ، وأحفظَهم للحديثِ، وأعلَمَهم بالفرائضِ، ونسيتُ أنا واحدةً.

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: 1879)

کہ امام اعمش نے اپنے دوستوں کو چار چیزوں میں پیچھے چھوڑ دیا ہے: پہلی کہ وہ ان میں قرآن کے سب سے بڑے قاری تھے، دوسری یہ کہ وہ ان میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ تھے، تیسری یہ کہ وہ فرائض (علمِ میراث) کو ان میں سب سے زیادہ جانتے تھے۔ راوی (سہل بن حلیمہ) کہتے ہیں کہ چوتھی چیز جو سفیان بن عیینہ نے کہی تھی میں بھول گیا ہوں۔

[۳]: امام احمد بن حنبل (ت241ھ) سے پوچھا گیا: ابو حصین اور اعمش میں سے کون بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا:

أبو حصين أكبر من الأعمش، والأعمش أحب إلي، الأعمش أعلم بالعلم والقرآن من أبي حصين، وأبو حصين من بني أسد، وكان شيخاً صالحاً.

(سؤالات ابن ہانی: 2166)

کہ ابو حصین عمر میں اعمش سے بڑے ہیں، لیکن اعمش مجھے زیادہ محبوب ہیں اس لیے کہ اعمش، ابو حصین کی بنسبت علم اور قرآن کے زیادہ عالم تھے۔ ابو حصین بھی بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے اور صالح شیخ تھے۔

علم حدیث میں خدمات:

امام اعمش کی زندگی کا آغاز اگرچہ غلامی سے ہوا، لیکن آپ میں تحصیل علم

کی استعداد فطرتاً ودیعت رکھی گئی تھی۔ امام ذہبی کی ایک روایت کے مطابق آپ کو طبرستان سے کوفہ لایا گیا تھا اس لیے کوفہ ہی میں آپ کی نشوونما ہوئی۔ آگے چل کر کوفہ کی مسندِ علم و حدیث کی زینت بنے، آپ کے علمی اور عملی کمالات پر تمام ارباب سیر وطبقات کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی نے آپ کو عابد، صاحب السنت، علامۃ الاسلام و شیخ الاسلام کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ: ج1 ص116، تہذیب التہذیب: ج3 ص58و59)

علم حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا، ہزاروں حدیثیں سند متن سمیت آپ کے دماغ میں محفوظ تھیں۔ احادیث کے یاد رکھنے اور محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کی برکت تھی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات کے بڑے عالم آپ ہی ٹھہرے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث میں کمال یوں حاصل کیا کہ امام قاسم بن عبد الرحمن (ت120ھ) جو آپ کے استاذ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے فرمایا کرتے تھے:

ليس بالكوفة أعلم بحديث ابن مسعود من سليمان الأعمش.

(العلل و معرفۃ الرجال بروایۃ عبد اللہ: 6016)

کہ کوفہ میں سلیمان الاعمش سے زیادہ حضرت ابن مسعود کی حدیث کا کوئی عالم نہیں۔

امام اعمش اس کمالِ حفظ کا تذکرہ ان الفاظ میں یوں فرمایا کرتے تھے:

كنتُ إذا اجتمعتُ أنا وأبو إسحاق جئنا بحديث عبد الله غضاً.

(طبقات ابن سعد: ج6 ص332)

کہ جب میں اور ابو اسحاق جمع ہوتے تو ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کو محفوظ کیا کرتے تھے۔

امام اعمش کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا تذکرہ تو ان شاء اللہ ”شرفِ تابعیت“ کے عنوان کے تحت آئے گا لیکن یہاں اتنی بات کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنا تو محدثین کے ہاں ایک مسلَّم امر ہے، روایت لی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آراء میں کچھ اختلاف نظر آتا ہے۔ علامہ ذہبی نے ”ذکر روایة الاعمش عن أنس بن مالك“ کے عنوان کے تحت چند روایات ذکر کی ہیں اور ان میں سے بعض کو صالح الاسناد اور بعض صحیح الاسناد کہا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ج5 ص447)

لیکن دیگر اربابِ فن نے ملاقات کا تو اقرار کیا ہے لیکن روایات کے اتصال کی تردید کی ہے بلکہ ”الاعمش عن انس بن مالک“ کے طریق کو ارسال و انقطاع پر محمول کیا ہے۔ چند آراء پیش کی جاتی ہیں:

1: امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

الأعمش لم يسمع من أنس بن مالك إنما رآه رؤية بمكة يصلي خلف المقام فأما طرق الأعمش عن أنس فإنما يرويها عن يزيد الرقاشي عن أنس. (المراسیل لابن ابی حاتم: 1/82)

کہ امام اعمش نے حضرت انس بن مالک سے کچھ نہیں سنا، انہوں نے محض انہیں مکہ میں مقام کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اعمش کے جو طرق حضرت انس سے مروی ہیں وہ انہوں نے یزید الرقاشی کے ذریعے روایت کیے ہیں۔

2: امام ترمذی نے ”الجامع“ میں (تحت ح 3533) یوں فرمایا:

ولا نعرف للأعمش سماعا من أنس إلا أنه رآه ونظر إليه.

کہ ہم امام اعمش کے حضرت انس سے سماع حدیث کے بارے میں نہیں جانتے، انہوں

نے حضرت انس کو صرف دیکھا ہے اور زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔

گویا امام ترمذی کے نزدیک بھی یہ روایت انقطاع پر محمول ہے۔

3: حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں:

لم يثبت له منه سماع. (تہذیب التہذیب: ج3 ص57)

کہ اعمش کا حضرت انس سے سماع ثابت نہیں ہے۔

آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث ان کے شاگرد ابو صالح السمان سے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ ابو صالح کے متعلق ایک بار فرمایا:

سمعت من أبي صالح ألف حديث.

(العلل و معرفۃ الرجال روایۃ عبد اللہ: 2910، 5588)

کہ میں نے ابو صالح سے ایک ہزار احادیث سنی ہیں۔

گویا ابو صالح آپ کے سب سے قریبی شیوخ میں سے ہیں جن سے آپ نے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔ مزید براں کہ آپ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بذریعہ ابو صالح کو محدثین نے اصح الاسانید بھی قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبی نے بھی ”الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ“ کے طریق سے چند روایات ذکر فرمائی ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء: ج5 ص449)

تنبیہ:

یہاں ایک اہم امر کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ بعض الناس نے ”الاعمش عن ابی صالح“ کے طریق سے مروی روایت: ”الإمام ضامن“ کو امام سفیان الثوری کے اس مجمل و محتمل قول ”حديث الأعمش عن أبي صالح: الإمام ضامن، لا أراه سمعه من أبي صالح “ (اعمش کی ابو صالح سے الامام ضامن والی حدیث، میں نہیں سمجھتا کہ

انہوں نے اسے ابو صالح سے سنا ہے۔ بحوالہ تقدمہ الجرح والتعدیل)“ کی وجہ سے ماننے سے انکار کر دیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ امام نووی کے بقول: ”و كقوله من الأعمش عن أبي صالح والأعمش مدلس، والمدلس إذا قال "عن" لا يحتج به الا اذا ثبت السماع من جهة أخرى. بحوالہ شرح مسلم)“ اعمش مدلس ہے اور روایت مذکورہ میں صیغہ ”عن“ سے روایت کر رہا ہے، لہذا مذکورہ قاعدہ کے تحت روایت ضعیف ہو گی۔

جواباً عرض ہے کہ یہ بات اپنی جگہ کہ خود صحیح بخاری و صحیح مسلم میں کئی مقامات پر ”الاعمش عن أبي صالح“ کے طریق سے روایات موجود ہیں۔ (دیکھیے: صحیح البخاری: ح477، 2119، 2672، 4935، 6408 وغیرہ، صحیح مسلم: ح47، 52، 54، 67، 81، 132 وغیرہ) اور بقول امام نووی مدلس کی روایات جو صحیحین میں بصیغہ عن ہوں وہ دوسری جہت سے سماع پر محمول ہوتی ہیں۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم للنووی ج1 ص18)

ہم مزید یہ کہتے ہیں کہ اسی حدیث ”الامام ضامن“ میں دوسرے مقام پر امام اعمش نے خود سماع کی تصریح بھی کر دی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ یہی حدیث اس سند سے نقل کرتے ہیں:

حدثنا أبو أمية قال: حدثنا سريج بن النعمان الجوهري قال: حدثنا هشيم، عن الأعمش قال: حدثنا أبو صالح، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله. (شرح مشکل الآثار للطحاوی: 5/ 432، واسنادہ حسن)

اس میں امام اعمش نے بالیقین سماع کی تصریح کر دی ہے۔ لہذا البعض الناس کا تدلیس کی وجہ سے روایت کو ضعیف کہنے کا شبہ دور ہو جاتا ہے۔

فنِ حدیث میں جلالت شان:

شب وروز انہی احادیث کی مجالس کو منعقد کرنے اور ہمہ تن اس کی اشاعت میں مصروف رہنے کے بسبب آپ کا شمار ان چھ محدثین میں کیا گیا جن پر روایت حدیث کا مدار سمجھا گیا۔ امام علی بن المدینی (ت 234ھ) کا بیان ہے:

حفظ العلمَ علی أمةِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ستةٌ: عمرُو بنُ دینارٍ بمكةَ والزهريُّ بالمدينةِ وأبو إسحاقَ السبيعيُّ والاعمشُ بالكوفةِ وقتادةُ ويحيى بنُ أبي كثيرٍ بالبصرةِ. (تہذیب التہذیب: ج3 ص58)

کہ امت محمدیہ علی صاحبہا السلام کے دینی نفع کے لیے چھ آدمیوں نے (خاص طور پر) علم (حدیث) کو حفظ کیا ہے؛ امام عمرو بن دینار نے مکہ میں، امام زہری نے مدینہ میں، ابو اسحاق السبیعی اور امام اعمش نے کوفہ میں، امام قتادہ اور امام یحیٰ بن کثیر نے بصرہ میں۔

مالی اعتبار سے امام اعمش خستہ حالی کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن علم حدیث کی وجہ سے کئی امراء اور مالدار لوگ آپ کی مجلس کے گداگر نظر آتے تھے۔ امام عیسی بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی (ت 187ھ) کا بیان ہے:

ما رأينا في زماننا مثل الأعمش، ولا الطبقة الذين كانوا قبلنا. ما رأينا الأغنياء والسلاطين في مجلس قط أحقر منهم في مجلس الأعمش وهو محتاج إلى درهم. (حلیۃ الاولیاء: ج5 ص55، وتاریخ بغداد: ج7 ص118)

کہ ہم نے اپنے زمانے اور ہمارے قبل والے زمانے میں امام اعمش کا مثل نہیں دیکھا۔ اعمش کے فقر واحتیاج کے باوجود ہم نے ان کی مجلس سے زیادہ امراء اور سلاطین کو کسی اور کی مجلس میں حقیر نہیں پایا۔

شیوخ و تلامذہ:

آپ کے شیوخ حدیث کی تعداد بہت زیادہ ہے، چند ناموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے: زید بن وھب، ابو وائل، ابو عمرو الشیبانی، قیس ابن ابی حازم، اسماعیل بن رجاء، ابو صخرۃ جامع بن شداد، ابو ظبیان بن جندب، خیثمہ بن عبد الرحمن الجعفی، سعید بن عبیدہ، ابو حازم الاشجعی، سلیمان بن مسہر، طلحہ بن مصرف، ابو سفیان طلحۃ بن نافع، عامر الشعبی، ابراھیم النخعی، عبد اللہ ابن مرۃ، عبد العزیز بن رفیع، عبد الملک بن عمیر، عدی بن ثابت، عمارۃ بن عمیر، عمارۃ ابن القعقاع، مجاہد بن جبر، ابو الضحی، منذر الثوری، ہلال بن یساف وغیرہ۔ (تہذیب التہذیب: ج3 ص57)

آپ کے سرچشمۂ علم سے جن تشنگانِ علم نے فائدہ اُٹھایا ان کی صحیح تعداد تو نہیں بتائی جا سکتی۔ اہلِ تذکرہ نے بھی کچھ نام گنائے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (ت852ھ) چند ائمہ کے نام لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

وخلائق. (تہذیب التہذیب: ج3 ص57)

کہ اس کے علاوہ جو آپ کے تلامذہ بہت زیادہ ہیں۔

چند تلامذہ کے نام یہ ہیں: حکم بن عتیبہ، وزبید الیامی، ابو اسحاق السبیعی (یہ امام اعمش کے شیوخ میں سے ہیں)، سلیمان التیمی، سہیل بن ابو صالح (یہ آپ کے ہم عصر بھی تھے)، محمد بن واسع، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، شعبہ بن الحجاج، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابراہیم ابن طہمان، جریر بن حازم، ابو اسحاق الفزاری، اسرائیل، زائدۃ، ابو بکر بن عیاش، شیبان النحوی، عبد اللہ بن ادریس، عبد اللہ بن المبارک، ابن نمیر، الخریبی، عیسیٰ بن یونس، فضیل بن عیاض، محمد بن عبد الرحمن الطفاوی، ہشیم، ابو شہاب الحناط وغیرہ۔ (تہذیب التہذیب: ج3 ص57، عقود الجمان: ص73)

تعدیل و توثیق:

ائمہ جرح و تعدیل سے آپ کی تعدیل و توثیق ثابت ہے۔ چند حضرات کی آراء پیشِ خدمت ہیں:

☼ امام ہشیم بن بشیر (ت 183ھ): ما رأیت بالکوفۃ أحدا ... أجود حدیثا من الأعمش۔ میں نے کوفہ میں اعمش سے بڑا احدیث کا ماہر نہیں دیکھا۔

(حلیہ الاولیاء: ج5 ص58)

☼ امام ابو بکر بن عیاش (ت 194ھ)

کنا نسمی الأعمش سید المحدثین۔ (الکامل لابن عدی: ج1 ص62)

ہم اعمش کو "سید المحدثین" یعنی محدثین کا سردار کہتے تھے۔

☼ امام یحیٰ بن معین (ت 233ھ): سلیمان بن مہران الاعمش ثقۃ. سلیمان بن مہران اعمش ثقہ تھے۔ (الجرح والتعدیل: ج4 139)

☼ امام احمد بن حنبل (ت 241ھ): آپ سے پوچھا گیا کہ ابو صالح سے روایت کرنے میں سہیل اور اعمش میں سے کون آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "الأعمش أحب إلینا" کہ اعمش ہمیں زیادہ پسند ہے۔ (العلل و معرفۃ الرجال روایۃ عبد اللہ: 3288)

☼ امام محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی (ت 242ھ)

لیس فی المحدثین احد أثبت من الأعمش۔ (تاریخ بغداد: ج7 ص121)

محدثین میں اعمش سے زیادہ اثبت کوئی نہیں۔

☼ امام محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ)

آپ نے اپنی "الصحیح" کئی مقامات پر امام اعمش سے روایت لی ہے۔

☼ امام مسلم بن الحجاج (ت 261ھ)

آپ نے اپنی ”الصحیح“ کئی مقامات پر امام اعمش سے روایت لی ہے۔

✡ امام ابوالحسن عجلی (ت 261ھ):

ثقة كوفي وكان محدث أهل الكوفة۔ (تاریخ الثقات للعجلی: ص204)

اعمش ثقہ تھے اور کوفہ والوں کے محدث تھے۔

✡ امام ابو حفص عمرو بن علی الفلاس (ت 249ھ)

كان الأعمش يسمى المصحف من صدقه۔ (تاریخ بغداد: ج7 ص120)

اعمش کو اپنی صداقت کی وجہ سے ”مصحف“ کہا جاتا تھا۔

✡ امام ابوزرعہ رازی (ت 264ھ): سليمان الاعمش امام. اعمش امام تھے۔

(الجرح والتعدیل: ج4 ص139)

✡ امام ابو حاتم الرازی (ت 277ھ): الاعمش ثقة يحتج بحديثه اعمش ثقہ تھے، آپ کی روایات قابل حجت ہیں۔ (الجرح والتعدیل: ج4 ص139)

✡ امام نسائی (ت 303ھ): ثقة ثبت. اعمش ثقہ اور ثبت تھے۔

(تہذیب الکمال للمزی: ج4 ص423)

✡ علامہ شمس الدین ذہبی (ت 748ھ):

الإمام شيخ الإسلام شيخ المقرئين والمحدثين أبو محمد الأسدي الكاهلي مولاهم الكوفي الحافظ۔ (سیر اعلام النبلاء: ج5 ص441)

امام، شیخ الاسلام، قاریوں اور محدثین کے شیخ، ابو محمد الاسدی الکاہلی ان کے آزاد کردہ غلام، الکوفی، الحافظ۔

✡ حافظ ابن حجر (ت 852ھ): ثقة حافظ اعمش ثقہ اور حدیث میں حافظ تھے۔

(تقریب التہذیب: 2615)

(جاری ہے......)

فکری گمراہی کا ساتواں سبب

.........مولانا محب اللہ جان حفظہ اللہ

قطعیات واصول دین کو تحقیق کا میدان بنانا:

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے کہ جس نے تحقیق کی صرف اجازت ہی نہیں دی بلکہ اس کی کمال حوصلہ افزائی بھی کی ہے اور پھر اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ تحقیقات کے اصول و قواعد بھی مقرر کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے تحقیق کے مقاصد، اس کے ذرائع اور اہداف بھی متعین فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تحقیق کے ان تمام تر مقاصد، ذرائع، اہداف اور پھر مقامات تحقیق سے واقفیت ایک محقق کے لیے ضروری اور بنیادی شرط قرار دی۔ یہاں اولاً تحقیق کے مقاصد پر کچھ گفتگو کرتے ہیں اور پھر اپنی اصل بات کی طرف آتے ہیں: تحقیق کے مقاصد کو ہم بالترتیب ذکر کیے دیتے ہیں۔

نمبر 1: اللہ کی رضا:

سب سے پہلا اور بنیادی مقصد نیت کی درستگی کے ساتھ اللہ کی رضا ہونا چاہیے، مسلمان محقق کے لیے یہ سب سے پہلی شرط ہے کہ اس کی نیت خالص ہو اور وہ یہ کام صرف اور صرف اللہ کریم کی رضاجوئی کے لیے کرنا چاہتا ہو اور ظاہر بات ہے کہ اللہ کریم کی رضاجوئی تب ہی حاصل ہو گی جب تحقیق کا یہ کام اس کے اصول وضوابط کی رعایت رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔ لہٰذا تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ تحقیق کے متعلق ان دونوں قسم کے امور کو معلوم کیا جائے کہ کن کن امور میں اسلام نے تحقیق کی اجازت دی ہے اور کن کن معاملات میں

تحقیق کرنے سے منع کیا ہے۔ یہاں اسی مضمون کے حوالے سے ایک اہم بات ضروری سمجھی جاتی ہے۔

وحدت عقائد اور وحدت ارکان، اسلام کی امتیازی خوبی:

وحدت عقائد اور وحدت ارکان اسلام کے محاسن اور امتیازی خوبیوں میں سے ہیں یعنی اسلام کے آغاز سے آج تک اس کے ارکان اور عقائد میں کسی قسم کی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ عقائد وارکان اور دیگر مسلمات دین میں اسلام کسی قسم کی تحقیق واجتہاد کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی مسلمان محققین اور دیگر ائمہ اجتہاد نے عقائد وارکان کو اجتہاد و تحقیق کا میدان بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام محققین، فقہاء، ائمہ متکلمین ضروریات وقطعیات دین کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اوراس میں تاویل کو انکار کے مترادف مانتے ہیں ان کا جوں کا توں ماننا ہر مسلمان پر فرض سمجھتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر محقق اپنی تحقیق میں حق تک پہنچ جائے اور ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں صواب کو پالے تو یوں اسلامی عقائد جو کہ اسلام کی بنیادیں ہیں اس میں اختلاف واقع ہو جائیگا اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا کے مذاہب میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے کہ جو ایک مضبوط بنیادوں پر استوار ہے اور اسی وجہ سے امت میں موجود اتفاق واتحاد کی کرن نظر آتی ہے کہ توحید، رسالت، آخرت سمیت دیگر مسلمات دین میں تمام اہل حق متفق ہے اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف ہی کیوں نہ ہو جبکہ اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کے بنیادی عقائد ونظریات میں زبردست قسم کی تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں، مثلاً عیسائیت کا عقیدہ تثلیث ہی دیکھ لیں جس میں پادریوں کہ درمیان زبردست اختلاف پایا جاتا ہے اور یہی

اختلافی چیزیں آج عیسائیت کی بنیاد بنی ہوئی ہیں۔ اسی لیے اسلام نے عقائد و نظریات اور ہر وہ مسئلہ وعقیدہ جو قرآن و سنت سے قطعی وبدیہی طور پر ثابت ہے یا احادیث متواترہ سے ان کا ثبوت ملتا ہے اسلام ان میں تحقیق، اجتہاد اور اختلاف کی اجازت نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق وریسرچ کے میدان میں جن کج فہموں نے عقائد و مسلمات دین کو اپنی تحقیق وریسرچ کا میدان بنایا انہوں نے امت مسلمہ میں زبردست قسم کا انتشار کھڑا کر دیا۔ تحقیق وریسرچ کے نام پر گمراہ ہونے والوں کی فکری گمراہی کا یہ سبب بھی کسی سے مخفی نہیں ہو سکتا۔

نمبر2: نفع رسانی:

یعنی خلوق خدا کو اپنی تحقیق کے ذریعہ نفع پہنچانا۔ لہٰذا ایسی تحقیق کہ جس کے ذریعہ مسلمانوں میں انتشار پھیل جائے اور ان کی جمعیت کو نقصان پہنچ جائے اسلام میں ایسی تحقیق کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ تو انسان جب اصول دین کو تحقیق کا میدان بناتا ہے تو تحقیق کا پہلا مقصد (اللہ تعالی کی رضا) بھی فوت ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی تحقیق کہ جس کی وجہ سے مسلمان انتشار کا شکار ہو اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے اسی طرح عقائد کو تحقیق کا میدان بنانے سے تحقیق کا دوسرا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے کیونکہ اس قسم کی تحقیقات تو مخلوق کو نفع سے زیادہ نقصان ہو گا۔

نمبر3: حق کی دریافت:

تحقیق کا ایک مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ حق کی تلاش اور اس کی دریافت ہے۔ جب عقیدہ قرآن و سنت سے قطعی ویقینی طور پر ثابت ہو گیا تو اب اس پر مزید تحقیق کی کیا ضرورت ہے؟

تعارف کتب فقہ: ✍......... **مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ**

الاشباہ والنظائر (3)

قارئین کرام! گزشتہ قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کو سات فنون پر تقسیم کیا ہے، پہلا فن قواعد کلیہ کے بیان میں ہے، یہ فن دو انواع پر مشتمل ہے، پہلی نوع میں 6 قواعد اور دوسری نوع میں 19 قواعد بیان کیے گئے ہیں۔

ارباب علم و دانش سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ متاخرین فقہاء کرام نے اصول فقہ کے عنوان پر امت مسلمہ کو جو علمی ذخیرہ دیا ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1: ایسا حصہ جن میں الفاظ و معانی کے اعتبار سے عام، خاص، ظاہر، خفی، مشکل، متشابہ، عبارت النص اور اشارۃ النص، وغیرہ جیسی مباحث پر مشتمل ہے۔

نوٹ: اس قسم کی مباحث عموماً کتابوں میں مذکور ہیں، جو مدارس دینیہ میں شامل نصاب ہیں۔

2: اصول فقہ کا یہ حصہ پہلے حصے سے بہت منفرد اور جدا ہے، اس حصے میں اصول، قواعد، علت و حکمت، داخل عبادتین، عرف و رواج، تاویل اور عموم بلویٰ وغیرہ جیسے عنوانات پر بحث کی گئی ہے۔

اصول فقہ کے اس حصے کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلم تھی اس لیے علماء کرام نے اس حوالے سے بھی مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

مثلاً: علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "الاشباہ والنظائر" میں اصول فقہ

کے ان قواعد و ضوابط کو بیان کیا ہے اسی طرح علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں اور علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے الموافقات میں انہی مباحث پر گفتگو کی ہے، علاوہ ازیں زیر تعارف کتاب بھی، اسی فن کی ایک شاہکار لاجواب تصنیف ہے، اس کتاب میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے 25 قواعد کلیہ ذکر کیے ہیں، پھر ان قواعد کے تحت سینکڑوں جزئیات پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ قواعد و اصول مسائل فقہ کی اساس و بنیادیں ہیں۔ فقہ حنفی کی یہ بنیاد نہایت مضبوط و مستحکم ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ فقہ حنفی کی عمارت مضبوط بنیادوں پر استوار ہے اس میں کسی قسم کی لچک اور کمزوری نہیں ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک دور میں جس طرح فقہ کا وجود تھا اسی طرح فقہ کے قواعد و اصول کی نشو و نما کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔

اگرچہ اس دور میں یہ قواعد باضابطہ مدون ہو کر کتابی شکل میں موجود نہیں تھے، مگر فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسائل میں غور و فکر کرتے وقت ان اصولوں کو ضرور مد نظر رکھتے اس پر کئی ایک مثالیں عرض کی جاسکتی ہیں، مگر طوالت سے بچتے ہوئے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

مثال:

ایسی خواتین جن کے شوہر وفات پاجائیں ان کی عدت سورۃ البقرہ کی آیت

والذین یتوفون منکم ویذرون أزواجا یتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا فإذا بلغن أجلهن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی أنفسهن بالمعروف واللہ بما تعملون خبیر (234)

مذکورہ بالا آیت کے مطابق چار ماہ دس دن ہے اس آیت میں عدت کا حکم عام بیان ہوا ہے، یعنی ایسی تمام عورتیں جن کے خاوند وفات پا جائیں، ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے خواہ وہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔

جبکہ سورۃ الطلاق کی آیت وَأُوْلاتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (4) میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی عورت حمل کے ساتھ ہو اس دوران اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل ہے یعنی جس وقت بچہ پیدا ہو گا اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

اب اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت حاملہ ہے، اس کا خاوند فوت ہو گیا ہے اس کی عدت کتنی ہے؟ چار ماہ دس دن یا وضع حمل؟ آپ نے جواب دیا ایسی عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

اس کے بعد بطور دلیل آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: ان سورۃ النساء القصریٰ نزلت بعد التی فی البقرۃ۔ چھوٹی سورۃ النساء (سورۃ الطلاق) سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔

گویا فقیہ امت حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس جملے میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ بعد میں آنے والا حکم پہلے نازل ہونے والے حکم کے لیے یا تو ناسخ کی حیثیت رکھتا ہے یا اس کی تخصیص کرتا ہے لہذا ہر سابقہ حکم یا فیصلے کو بعد والے حکم یا فیصلے کی روشنی میں پڑھنا اور سمجھنا چاہیے اور اسی لحاظ سے اس پر عمل کرنا چاہیے۔

(.........جاری ہے)

تبصرۂ کتب

......مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

نام کتاب: نماز جنازہ کے بعد مسنون دعا
مؤلف: مولانا محمد نواز الحذیفی
ملنے کا پتہ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا 03216353540

انسان ہر وقت اللہ کی رحمت اور لطف و عنایات کا محتاج ہوتا ہے، اس لیے شریعت میں اسے خود بھی دعائیں مانگنے کا پابند بنایا گیا ہے اور دنیا سے کوچ کرنے کے بعد اس کے لیے دعائیں مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مرنے کے بعد کا معاملہ چونکہ ہماری آنکھوں سے اوجھل رکھا گیا ہے اس لیے دعامیں قبولیت کے لیے اخلاص کی قید کو بڑھا دیا گیا ہے۔

مرنے کے بعد اس کے لیے دعا کب کرنی ہے؟ مقام کون سا ہے؟ طریقہ کون سا ہے؟ اس پر اجر کتنا ملتا ہے؟ اور شریعت کی اس بارے ہمیں کیا تعلیمات ملتی ہیں؟ ان تمام موضوعات کا احاطہ کرتی ہوئی مؤلف موصوف کی زیر تبصرہ گرانقدر محققانہ تالیف ”نماز جنازہ کے بعد مسنون دعا جنازہ گاہ میں یا قبر پر؟“ ہے۔ فاضل مؤلف کے قلم سے اس سے پہلے کئی مستند، مدلل اور وقیع کتب منظر عام پر آچکی ہے اور اہل علم میں داد تحسین پا چکی ہیں، جن میں:

1: قادیانیت اور گوہر شاہیت اسلام کی عدالت میں۔
2: فتنہ گوہر شاہیت آپ کی عدالت میں۔
3: ذکری مذہب اسلام کے آئینہ میں۔

4: فتنہ بہایت کا علمی محاسبہ۔
5: شخصیت مسیح بائبل کے آئینے میں۔
6: غیر مقلدیت دست و گریباں ۔
7: مکہ مدینہ والے اور غیر مقلد ایک کیسے ؟
8: غیر مقلد زبیر علی زئی علماء غیر مقلدین کی نظر میں۔
9: میں غیر مقلد کیوں نہ ہوا؟

دیگر کتب کی طرح یہ بھی مؤلف موصوف کی غیر معمولی نوعیت کی منفرد تالیف ہے۔ اعتدال و تحقیق کا یہ ذخیرہ سات ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول: 20 دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے۔

باب دوم: 30 دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دعا؛ نماز جنازہ کے اندر مانگنی ہے۔

باب سوم: 30 سے زائد دلائل سے مروجہ دعا کو مکروہ اور بدعت ثابت کیا گیا ہے۔
(اہل بدعت کے مشہور دھوکے (منع کی دلیل دکھاؤ) کے جواب میں 24 دلائل)

باب چہارم: مروجہ دعا؛ فقہاء کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہونے پر تفصیلی بحث۔

باب پنجم: دعا کے قبرستان میں مسنون ہونے پر 16 دلائل اور چند الزامی جوابات

باب ششم: اذا صلیتم علی المیت... سے اہل بدعت کا غلط طریقہ استدلال اور جواب۔

باب: ہفتم: مروجہ دعا کے اثبات میں پیش کردہ چند کمزور دلائل کا مضبوط علمی رد۔

ذوق تحقیق رکھنے والے افراد کے لیے بہترین علمی ذخیرہ ہے۔ اہل السنت کے لیے مقام شکر ہے اور اہل بدعت کے لیے مقام فکر۔ تعصب سے بالاتر ہو کر مطالعہ کرنے والوں کے لیے صراط مستقیم کا پیش خیمہ ہے۔ حسن ترتیب، خوب صورت ٹائٹل اور عمدہ بائنڈنگ، ظاہری باطنی خوبیوں سے مالا مال ہے۔

دیوبند کا نعرہ ہے شام و سحر

مفتی ریاض احمد قاسمی (لولاب)

ارے غیر مقلد تجھے کیا خبر	مقلد ہے علم و عمل کا بحر
مقلد پہ ہے رب کا فضل و کرم	دیا ہے مقلد کو علم و فہم
نبی کی بشارت نہیں ہے ختم	حاصل جو ہوئی بدرجہ اتم
صحابہ کی عظمت سے تو بے خبر	دیا ہے شریعت کو تو نے ضرر
محدث ، مفسر ودیگر گوہر	یہی ہے مقلد کا لعل و جوہر
تفقہ ، تدبر کیا ہے خوب تر	تو تو اس تفقہ کی روک پر
مقلد رہا ہے حقیقت پسند	حقیقت کو کرتا ہے تو نا پسند
ہے الیاس گھمن کی تجھ پہ نظر	کرتا ہے باتیں تو جو بے اثر
رفع الیدین وآمین بالجہر	حقیقت میں تجھ کو بس اتنی خبر
مخالفت تو کرتا ہے تو اپنوں کی کر	کہ ان کو نہیں ہے کوئی علم و ہنر
تکذیب و تنکیر کو چھوڑ کر	صحابہ و اسلاف کی تعظیم کر
دیوبند کا نعرہ ہے شام و سحر	آؤ کر لو توبہ کہاں ہے مفر
ریاض کو خوشی ہے ان اشعار پر	نہیں ہے کسی سے کوئی خوف و ڈر

لوحِ ایام

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں معزز مہمانان گرامی کی آمد اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے اندرون وبیرون ممالک کے مختلف مسلکی اسفار اہم مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات سے خصوصی ملاقاتیں

- مرکز اہل السنت والجماعت (خانقاہ اشرفیہ اختریہ) میں 5 مارچ 2015ء بعد نماز مغرب تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے لیے بیان ہوا۔
- متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ مسلکی و دعوتی دورے کے لیے بحرین تشریف لے گئے۔
- مرکز اہل السنت والجماعت میں 18 تا 23 فروری 2015ء شعبہ تعلیمات کے زیر اہتمام ششماہی امتحانات ہوئے۔
- ششماہی امتحان کے نتائج اور پوزیشن ہولڈرز طلباء میں تقسیم انعامات کی روح پرور تقریب منعقد ہوئی جس میں مفتی محمد طیب صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد اور سرپرست ادارہ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے بیان کیا اور طلباء میں انعامات تقسیم کیے۔
- محقق اہل السنت، عظیم مذہبی اسکالر مولانا محمد نواز الحذیفی مرکز اہل السنت والجماعت میں تشریف لائے اور تخصص فی التحقیق والدعوۃ کے طلباء کو مختلف عنوانات پر لیکچرز دیے۔
- مرکز اہل السنت والجماعت میں 5 مارچ 2015ء کو ماہانہ تین روزہ تحقیق المسائل کورس کا انعقاد ہوا۔

نتیجہ شش ماہی امتحان 1436ھ

مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا میں 18 تا 23 فروری 2015ء کو شعبہ تعلیمات کے زیر اہتمام شش ماہی امتحان کا انعقاد ہوا۔ جس میں طلباء مرکز نے خوب محنت سے کامیابی حاصل کی ہے۔ مجموعی طور پر تمام طلباء کامیاب ہوئے۔ تاہم ان میں سے پوزیشن ہولڈرز کے نام اعزازی طور پر پیش کیے جا رہے ہیں۔

از ناظم تعلیمات مولانا ارشد سجاد

درجہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ

نمبر شمار	نام	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	پوزیشن
1	مولانا عبدالغفار	300	300	اول
2	مولانا احسان اللہ	300	300	اول
3	مولانا شاہنواز	300	300	اول
4	مولانا مراد علی	300	297	دوم
5	مولانا محمد حسنین	300	294	سوم

درجہ ثانویہ عامہ

نمبر شمار	نام	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	پوزیشن
1	کاشف الرحمان	600	571	اول
2	شفیق معاویہ	600	507	دوم
3	ابوسفیان	600	462	سوم

درجہ اولیٰ

نمبر شمار	نام	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	پوزیشن
1	حمزہ فیاض	500	501	اول
2	شریف اللہ	500	500	اول
3	بلال شاہ	500	480	دوم
4	جنید احمد	500	479	سوم

درجہ متوسطہ سوم

نمبر شمار	نام	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	پوزیشن
1	محمد اسحاق	600	600	اول
2	عبدالرؤف	600	587	دوم
3	محمد اسامہ	600	585	سوم

درجہ متوسطہ اول

نمبر شمار	نام	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	پوزیشن
1	سمیع اللہ	500	501	اول
2	ذوالقرنین	500	500	اول
3	حامد علی	500	479	دوم
4	محمد شکیل	500	477	سوم

نوٹ: درجہ حفظ وناظرہ میں 24 طلباء نے کل 100 نمبر حاصل کیے ہیں۔

[ماہنامہ فقیہ کے مستقل ممبر بنئے دوستوں کے نام ماہنامہ فقیہ سبسکرپشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام:.. ولدیت..

رابطہ نمبر:.. ای میل:..

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):..

بینک کا نام:.................................... رقم جمع کرانے کی تاریخ:...

مکمل ایڈریس 🖃 : ....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فِل اَپ کرکے سرکولیشن مینیجر ماہنامہ فقیہ کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوادیں۔

پتہ: دفتر رسائل وجرائد (ماہنامہ فقیہ) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتہ پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 14010100725862

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

واٹس ایپ:

Whatsapp پر ہمارا رابطہ نمبر یہ ہے: +923062251253

mag@ahnafmedia.com

فون ☎: 03326311808

ماہنامہ فقیہ ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
ڈاکٹر تحسین اللہ	پشاور	03339217613
مولانا نوید حنیف	آزاد کشمیر	03132317090
مولانا سلیم معاویہ	کبیروالا	03005664817
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد عثمان	میانوالی	03336836228
مولانا عمر خطاب	اٹک	03077375075
رحمت اللہ	کوہاٹ	03449251287
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مکتبہ ختم نبوت	بہاولپور	03136333497

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808